ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
30 جولائی 2003ء۔۲۷ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ
جلد 12 شمارہ 27
www.tanzeem.org

- عراق میں گوریلا جنگ کا آغاز (اداریہ)
- اسلامی انقلاب کا نبویؐ طریقِ کار (منبر و محراب)
- موجود عالمی حالات اور ہماری سلامتی کا راستہ (تجزیہ)

امتِ مسلمہ کیوں برپا کی گئی؟

ارشاد ربانی ہے:

''مومنو! جتنی امتیں یعنی قومیں لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔'' (آل عمران: ۱۱۰)

''اخرجت للناس'' کا لفظ بتاتا ہے کہ یہ امت کوئی سبزۂ خودرو نہیں تھی جیسے جنگل کی گھاس ہوتی ہے' یا جنگلی درخت ہوتے ہیں کہ اگ آئے' بلکہ یہاں مجہول کا صیغہ استعمال کیا گیا اور اس کی نسبت اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف ہے۔ خروج اور اخراج میں فرق ہے۔ خروج اپنا ذاتی اور انفرادی فعل ہے اور اخراج کسی دوسری بالا طاقت اور ہستی کا فعل ہے۔

چونکہ اللہ تبارک تعالیٰ کو نبوت و رسالت کو رسول اللہ ﷺ پر ختم کرنا تھا اور قیامت تک کے لئے آپؐ کے دین کو قائم رکھنا تھا' اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی گاڑی کو چلانے اور اس کے چلتے رہنے کے لئے یہ انتظام کیا کہ آپؐ کے ساتھ ایک پوری امت کی بعثت فرمائی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس حقیقت کو جانتے تھے اور اپنے لئے اسی قسم کے الفاظ استعمال کرتے تھے' چنانچہ جب رستم نے حضرت ربعی ابن عامرؓ سے پوچھا کہ ''ماالذی جاء بکم؟'' (تمہیں کونسی چیز یہاں لائی) یعنی تم اپنے صحرا سے نکل کر یہاں کیوں آئے' اس کا محرک کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ''اللّٰہ ابتعثنا'' کہ اللہ نے ہم کو بھیجا ہے' تا کہ ہم لوگوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی غلامی اور اللہ کی بندگی میں داخل کریں اور دنیا کی تنگی سے ان کو نکال کر کونین کی بے کراں وسعتوں سے آشنا کریں اور مذاہب کی ناانصافی سے نکال کر اسلام کے انصاف کے مزہ سے آشنا کرائیں۔

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی کتاب ''تحفۂ پاکستان'' سے ایک اقتباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○﴾ (آیت ۲۳۳۔۲۳۴)

’’جو باپ یہ چاہتا ہو کہ اس کا بچہ پوری مدت دودھ پیئے تو مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ اور ماں اور بچے کے کھانے اور کپڑے کی ذمہ داری اس (یعنی باپ) پر ہے' وہ یہ خرچ معروف طریق سے دے مگر کسی پر اس کی وسعت سے زیادہ بار نہ ڈالا جائے۔ نہ تو وہ والدہ کو اس کے بچہ کی وجہ سے تکلیف دی جائے اور نہ باپ کو بچہ کی وجہ سے۔ (باپ مر جائے تو) یہی ذمہ داری وارث پر ہے۔ اور اگر وہ باہمی رضامندی اور مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔ اور اگر تم اپنی اولاد کو (کسی سے) دودھ پلوانا چاہو تو بھی کوئی حرج نہیں جبکہ تم دایہ کو دستور کے مطابق اس کا معاوضہ دے دو جو تم نے طے کیا ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو' اور جان لو کہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو' اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے۔ اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور ان کی بیویاں زندہ ہوں تو ایسی بیوائیں چار ماہ دس دن انتظار کریں پھر جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو تم پر اس بات کا کچھ گناہ نہیں اپنے حق میں جو کچھ وہ معروف طریقے سے کریں اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے‘‘۔

یہاں رضاعت کا ایک ضابطہ بتایا جارہا ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں' اس حکم میں وہ مائیں بھی داخل ہیں جن کا نکاح باقی ہے اور وہ بھی جن کو طلاق مل چکی ہو یا اُن کی عدت گزر چکی ہو۔ فرض کیجئے ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور اُس کی گود میں بچہ ہے اگر وہ شخص اس طلاق یافتہ عورت سے اپنے بچے کو دودھ پلوائے گا تو اُس عورت کا نان نفقہ' لباس اور رہائش باپ کے ذمہ ہوگی۔ یہ ذمہ داری بھلے طریقے سے ہوگی۔ غریب اپنی وسعت کے مطابق اور امیر اپنی حیثیت کے مطابق یہ ذمہ داری ادا کرے گا۔ اس اصول پر عمل کرتے ہوئے بچے کی ماں کو ضرر نہ پہنچایا جائے یعنی جو کچھ دینا طے کیا ہے اُس میں کمی نہ کی جائے۔ اسی طرح باپ کو بھی نقصان نہ پہنچایا جائے کہ عورت اُس کی وسعت یا طے شدہ سے زیادہ نان نفقے کا مطالبہ کرے۔ اگر ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاق دے دی اور اس عورت کا شیر خوار بچہ ہے جبکہ مرد کی وفات ہوگئی تو اب اُس کے وارثوں پر اُس عورت کے نان نفقہ کی ذمہ داری ہے جب تک وہ بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ ہاں اگر شوہر اور بیوی عام حالات میں دو سال سے پہلے ہی اپنے بچے کا دودھ چھڑانے کا فیصلہ کرلیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہی حکم اُس عورت کے لئے ہے جس کا شوہر فوت ہو جائے تو اب بچے کی ماں اور وفات پانے کے وارث بھی باہمی رضامندی سے دو سال سے پہلے ہی بچے کا دودھ چھڑا سکتے ہیں۔ یہ بات یاد رہے کہ طلاق یافتہ عورت کا نان نفقہ عدت کے دوران بچے کے باپ پر ہی ہوگا خواہ ہو بچے کو دودھ پلائے یا نہ پلائے۔ اگر بچے کا باپ یا بچے کے فوت شدہ باپ کے وارث بچے کو ماں کی بجائے کسی دوسری عورت سے دودھ پلوانا چاہیں تو اس کی اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس ماں کو دودھ پلانے کے عوض جو دینا طے کیا تھا وہ پورے کا پورا اُس کو ادا کیا جائے۔ اگر بالفرض ماں نے دو ہی ماہ دودھ پلایا تھا مگر اب باپ اپنے بچے کو کسی دوسری عورت سے دودھ پلوانا چاہتا ہے تو ماں کو وہ پوری رقم ادا کرے جو طے کی تھی اور اس رقم میں سے کچھ بھی کم نہ کرے۔ اور دیکھو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان رکھو کہ تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

یہاں بیوہ کی عدت بتائی جارہی ہے کہ جن عورتوں کے شوہر وفات پا جائیں وہ چار ماہ دس دن عدت میں رہیں۔ اس دوران وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتیں۔ ہاں عدت کی مدت گزرنے کے بعد اگر وہ معروف طریقے سے اپنے بارے میں کسی مرد سے شادی کرنے کا ارادہ کریں تو اللہ نے انہیں اس کا حق دیا ہے۔ تم لوگ اُن کے فیصلے میں رکاوٹ نہ بنو۔ یہاں بیوہ کو عقد ثانی کی اجازت دی جارہی ہے۔ بیوہ کسی کی ماں بھی ہوسکتی ہے' کسی کی بہن' بیٹی بھی ہوسکتی ہے تو اب بیٹے کو یا بھائی کو یا باپ کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ بیوہ کو دوسرے نکاح سے روکیں۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے تمام کاموں کی خبر ہے۔

فرمانِ نبوی — چوہدری رحمت اللہ بٹر

تین دن سے زائد ناراضگی درست نہیں

’’حضرت ہشام بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان سے تین دن سے زائد علیحدہ (ناراض) رہے۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کریں تو وہ حق سے روگردانی کے مرتکب ہوں گے۔ ان میں سے جو پہلے لوٹے گا تو اس کا پہلے لوٹنا کفارہ بن جائے گا۔ اگر وہ سلام کرے اور اس کو جواب نہ دیا جائے تو فرشتے اسے جواب دیتے ہیں اور دوسرے کو شیطان جواب دیتا ہے اور اگر اسی ناراضگی پر وہ مر جائیں تو جنت میں کبھی بھی اکٹھے نہ ہو پائیں گے۔‘‘ (بخاری)

مسلمانوں کے اندر اخوت کی کتنی تاکید ہے جو اس فرمان میں واضح کی گئی ہے کہ کوئی بھی معاملہ مسلمانوں میں باعث نزاع بنے تو وہ صرف تین دنوں کے اندر فیصل ہو جانا چاہئے۔ اس سے زائد ناراضگی گویا جماعتی زندگی میں رخنہ اندازی کا ذریعہ بن جائے گی جو باہم مسلمانوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کا باعث بنے گی۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

جلد 12 شمارہ 27

24 تا 30 جولائی 2003ء

(۲۱ تا ۲۷ جمادی الاوّل ۱۴۲۴ھ)

○

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خان

ادارۂ تحریر: سید قاسم محمود' مرزا ایوب بیگ

سردار اعوان' محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

○

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67- گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور

فون: 6366638-6316638 فیکس: 6305110

E-Mail:markaz@tanzeem.org

○

قیمت فی شمارہ : 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک ...... 250 روپے

بیرون پاکستان

☆ یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ

.... 1500 روپے

☆ امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ

.... 2200 روپے

26-7-2003

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عراق میں گوریلا جنگ کا آغاز

جس دن امریکا نے عراق پر قبضہ کیا تھا' اُس دن ہی سے دنیا کو معلوم تھا کہ امریکا یہ ناجائز قبضہ قائم نہ رکھ سکے گا اور ایک نہ ایک دن اُس کی فوج کو عراقیوں کی گوریلا جنگ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جس طرح ویت نامیوں کی گوریلا جنگ کا سامنا کرتے ہوئے اُسے وہاں سے بھاگنا پڑا تھا۔ چنانچہ امریکا کی نامزد 25 رکنی کونسل کے حلف اٹھاتے ہی وہاں گوریلا کارروائی کا آغاز ہو چکا ہے۔ اتوار 13 جولائی کو امریکی سول ایڈمنسٹریٹر پال بریمر کی صدارت میں کونسل کے افتتاحی اجلاس میں ارکان نے اپنے عہدوں کا حلف بھی اٹھا لیا۔ کونسل میں عراق کے تمام گروپوں شیعہ' سنّی' کُردوں اور بعث پارٹی کے سوا تمام سیاسی جماعتوں کو (نامزد) نمائندگی دی گئی ہے۔ یہ کونسل آئندہ انتخابات اور آئین سازی کا کام کرے گی۔ لیکن یہ کونسل صرف مجلس مشاورت کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کے کسی بھی فیصلے کو امریکی ناظم ویٹو کر سکتا ہے۔ چنانچہ عرب لیگ نے اس کونسل کو نامنظور کر دیا ہے اور کہا ہے کہ جب تک اسے مکمل انتظامی اختیارات نہ دیئے جائیں گے' عبوری کونسل کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

عرب لیگ سے پہلے عراقی عوام نے بھی عبوری انتظامی کونسل کو مسترد کر دیا ہے۔ کونسل نے اپنے اوّلین فیصلے کی رُو سے عراق کے قومی دنوں پر سرکاری تعطیل کرنے کے ایام میں تبدیلی کی ہے۔ 9 اپریل کو قومی دن قرار دیا ہے جب صدام حسین اور اُس کی حکومت کا خاتمہ کر کے امریکی افواج نے اقوامِ متحدہ کی قرارداد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے چند حواریوں کی مدد سے عراق پر غیر اخلاقی اور غیر قانونی قبضہ کیا تھا۔ نیز 17 جولائی کے قومی دن کی تعطیل منسوخ کر دی گئی۔ واضح رہے کہ 17 جولائی 1968ء کو بعث پارٹی نے انقلاب برپا کیا تھا' جس کے گیارہ برس بعد صدام حسین برسرِ اقتدار آئے تھے۔ لیکن 13 جولائی کو تقریب حلفِ وفاداری کے چوتھے دن 17 جولائی کو بعث پارٹی کی سالگرہ کے دن صوبہ حدیثیہ کے امریکا نواز گورنر محمد نائبل الجرافی اور اُن کے بیٹے کو مسلح چھاپہ ماروں نے خود کار ہتھیاروں سے قتل کر ڈالا۔ بغداد انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر ایک سی 130 طیارے پر زمین سے فضا میں مار کرنے والے میزائل سے حملہ کیا گیا۔ ابوغریب جیل کے قریب ایک امریکی فوجی قافلے پر حملہ کیا گیا جس میں متعدد امریکی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق عراق کی جنگ ختم ہونے کے بعد اتحادیوں کے 180 فوجی مارے جا چکے ہیں۔ اس تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

عراق پر امریکی قبضے کو چار ماہ ہو رہے ہیں لیکن وہاں ابھی تک امن قائم نہیں ہو سکا۔ صدام حسین کو سخت بدنام اور رُسوا کرنے کے باوجود اُس کے لئے عوام میں ہمدردی کے جذبات موجود ہیں۔ بعث پارٹی کی سالگرہ وسیع پیمانے پر منائی گئی۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ امریکا کی انٹیلی جنس کی جن خفیہ معلومات کو بنیاد بنا کر عراق پر حملہ کیا گیا تھا' وہ بے بنیاد ثابت ہو رہی ہے۔ گزشتہ روز امریکی کانگریس میں ڈیموکریٹس ارکان نے صدر بش پر تابڑ توڑ حملے کئے اور عراق کی جنگ کے سلسلے میں کہا گیا کہ بُش انتظامیہ نے امریکی عوام کو گمراہ کیا ہے۔ سینیٹر ایڈورڈ کینیڈی نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ عراق پر حملہ امریکا کے لئے باعثِ شرم ہے اور اسکے بھیانک نتائج نکلیں گے۔ بھارت نے عراق میں اپنی افواج بھیجنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے امریکہ اس سے ناراض ہوا ہے۔ پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف پاکستانی فوج عراق میں امریکی فوج کی مدد کے لئے بھیجنے کے لئے آمادہ نظر آتے ہیں' لیکن عوام کے سخت ردّعمل کے پیشِ نظر اب وہ بھی اس کی جرأت نہ کر سکیں گے' جبکہ عراق کی نئی عوامی (اور شاید گوریلا) تنظیم ''آزادئ عراق'' کا یہ اعلان بھی آ چکا ہے کہ ''جس ملک نے عراق میں فوج بھیجی اُس سے انتقام لیا جائے گا۔ اس تنظیم نے اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان کو بھی خط لکھا ہے کہ اقوامِ متحدہ کے پرچم تلے آنے والی امن فوج پر بھی حملے کئے جائیں گے۔''

عراق میں امریکا اور اُس کے اتحادیوں کے خلاف گوریلا جنگ کا آغاز ہو چکا ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ امریکا اس انتہائی سخت اور پیچیدہ صورتِ حال سے خود کو کیسے نکالتا ہے۔ اُس کے جنگی جرائم اور بین الاقوامی مزاحمت کے باوجود عراق پر یک طرفہ حملے اور قبضے کی سزا اُسے جلد یا بدیر ضرور مل کر رہے گی۔ مکافاتِ عمل قدرت کا قانون ہے۔ تاہم یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ مسلمان جب تک اللہ اور اس کے دین کے ساتھ وفاداری اختیار نہیں کرتے' ان کی پیٹھ پر بھی عذابِ الٰہی کے کوڑے کسی نہ کسی صورت برستے رہیں گے''۔ اعاذنا اللہ من ذالک (ادارۂ تحریر)

ایڈیٹر کی ڈاک

❁مظہر علی ادیب صاحب نے اپنے خط میں ایک خفیف سی شکایت کی ہے' جس کا تعلق ایڈیٹر سے ہی نہیں بلکہ محترم قارئین سے بھی ہے۔

ان کا ایک مضمون ''ندائے خلافت'' کے شمارہ 24 (9 جولائی) میں ''آزادیٔ نسواں یا غلامیٔ نسواں'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ ایڈیٹر کی غلطی سے ان کا نام بطور مضمون نگار شامل ہونے سے رہ گیا تھا۔

❁محمود اختر ہاشمی کا خط گجرات سے آیا ہے۔ لکھتے ہیں: ''اداریہ اسرائیل ہزار بار نامنظور (شمارہ 23) اور پھر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تقریر پچھلے دو شماروں میں نظر نواز ہوئیں۔ میں آپ کے خیالات کی پرزور تائید کرتا ہوں۔ اسرائیل کو کسی قیمت پر بھی تسلیم نہ کرنا شروع دن سے ہماری خارجہ پالیسی کی شرطِ اوّل رہی ہے۔ امریکہ' برطانیہ اور دوسری مغربی طاقتوں نے وسط عرب میں اسرائیل کے کیڑے کو پالنے میں ہر طرح کی امداد دی ہے۔ سرمایہ بے دریغ' ہتھیار بے شمار' اسرائیل کے پاس ایٹمی اسلحہ تک موجود ہے' لیکن عراق پر تو دوبار حملے کئے گئے' اور اب ایران اور شام کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں' لیکن اسرائیل سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ نصف صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے' فلسطینیوں کا خون پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ غلیلوں اور کنکریوں سے مقابلہ کرنے والوں کو ٹینکوں اور بمبار طیاروں سے انتہائی بے دردی سے بھون دیا جاتا ہے۔ بے شک بعض دانا لوگوں کا یہ قول درست ہے کہ اسرائیل سے ہمارا کوئی تنازعہ نہیں ہے' یہ بھی درست ہے کہ اسرائیل سے تعلقات استوار کرنے سے ہمیں بے شمار فوائد حاصل ہوں گے' لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ اصولی مؤقف سے انحراف کی بھی ایک قیمت ادا کرنی پڑتی ہے جو روحانی اور اخلاقی اقدار کی بے قدری کی صورت میں ادا کرنی پڑتی ہے''۔

❁ کراچی سے ندائے خلافت کے ایک قاری محترم جمیل احمد خان صاحب نے اسرائیل کو تسلیم کرنے کے حوالے سے ایک انوکھی تجویز پیش کی ہے جسے ذیل میں ھدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے' تاہم یہ تجویز انہی کی ہے۔ ادارے کی نہیں:

''آج کل اخبارات میں یہ بحث چھڑی ہوئی ہے کہ پاکستان کو اسرائیل کی ریاست کو منظور کر لینا چاہئے۔ نتیجہ تو صاف ظاہر ہے کہ پاکستانی قوم کبھی اسرائیل کو تسلیم نہیں کرے گی اور اگر تسلیم کرے گی تو اس وقت جب تمام اسلامی ممالک اسے تسلیم کر چکے ہوں گے۔ پاکستان کے کسی سابقہ وزیراعظم نے (نام یاد نہیں) کہا تھا کہ پاکستان اسرائیل کو تسلیم کرنے والا آخری ملک ہوگا۔ لیکن ایک رائے اس ناچیز کی بھی ہے۔ اگر ''سب سے پہلے پاکستان'' ہی کو ملحوظ خاطر رکھنا ہے تو پھر اسرائیل سے یہ کہنا چاہئے کہ ان پچاس برسوں میں تمہارے مغربی آقاؤں نے ہمیں جو قرضے دے دے کر اپنے تلے دبا رکھا ہے تو اسرائیل اتنی رقم پاکستان کو نقد ادا کرے اس صورت میں اسرائیل کو تسلیم کیا جا سکتا ہے''۔

❁ خالد عبدالعزیز صاحب راولپنڈی سے کشمیر کے بارے میں ایک نیا نکتہ لائے ہیں جو یقیناً قابل غور ہے۔ لکھتے ہیں: ''ندائے خلافت کے شمارہ 9 جولائی (نمبر 24) میں ''کشمیر کی پوری روٹی'' کے عنوان سے آپ کا اداریہ پڑھا۔ ایک بات کسی وقت بھی فراموش نہیں کرنی چاہئے۔ وہ یہ کہ موجودہ کشمیری نوجوان ڈوگرہ راجاؤں کے وقت کے کچلے ہوئے مظلوم کشمیری نہیں ہیں۔ آج کا کشمیری نوجوان آزادی کی فضاؤں میں پلا ہوا کشمیری ہے۔ قابل اور ذہین ہے۔ محنتی اور جفاکش ہے۔ اپنے برے بھلے کی پوری تمیز رکھتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ جنوبی ایشیا میں امن و استحکام قائم ہونے کے لئے کشمیر کا مسئلہ پہلے ہونا چاہئے۔ کشمیر کے مسئلہ کا حل کشمیریوں کے ہاتھ میں ہے۔ کشمیریوں سے ان کی آزادانہ رائے دریافت کرنے کے لئے اقوام متحدہ کے زیر انتظام استصواب رائے ضروری ہے۔ استصواب کے انعقاد کی پہلی شرط یہ ہے کہ پاکستان اور بھارت دونوں اپنی اپنی فوجیں واپس ہٹائیں' لیکن دونوں ممالک ایک دوسرے پر بے اعتباری کی وجہ سے ایسا نہیں کریں گے۔

جہاں تک مذاکرات کا تعلق ہے تو پچاس سال ہو گئے ہیں' مذاکرات کے سینکڑوں دور گزر چکے ہیں۔ سب سے مشہور مذاکرات سورن سنگھ اور ذوالفقار علی بھٹو کے درمیان ہوئے تھے۔ اب بھی مذاکرات کا خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلے گا' کیونکہ بھارت پاکستان سے کئی گنا بڑی طاقت ہے' وہ اپنے مفادات کے خلاف سچی بات کو بھی تسلیم نہیں کرے گا۔ بڑی طاقت ہونے کا یہی فائدہ ہوتا ہے کہ ''میں نہ مانوں'' پر اڑا رہے۔ مذاکرات کا جب بھی' جو بھی نتیجہ نکلے' ایک بات نہیں بھولنی چاہئے کہ آج کی کشمیری نسل 1947ء کے بعد سے تیسری یا چوتھی نسل ہے۔ مجھے نہیں معلوم' وہ کونسی مشکلات تھیں یا اب بھی ہیں' جن کے باعث پاکستانی حکومتوں نے ان علاقوں کو پاکستان میں شامل یا ملحق نہیں کیا۔ (عبوری طور پر ہی سہی) مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ پاکستان کے دانشور اور ماہرین تعلیم ہمارے بچوں کو یہ سکھاتے کیوں نہیں تھکتے کہ پاکستان کے چار صوبے ہیں' جبکہ فی الحقیقت اور عملی طور پر سات صوبے ہیں۔ پانچواں صوبہ کشمیر' چھٹا صوبہ شمالی علاقہ جات اور ساتواں صوبہ قبائلی علاقہ جات۔ آخر یہ سب علاقے آزاد ہیں اور پاکستانی حدود میں شامل ہیں۔

قومی اسمبلی میں ان صوبوں کی مناسب نمائندگی ہونی چاہئے۔ خودمختار کشمیر کا خیال مایوس اور پراگندہ ذہن اور مفاد پرست لوگوں کی اختراع ہے۔ ایسے حالات میں جبکہ نئے نئے سیاسی' عسکری اور اقتصادی اتحاد پیدا ہو رہے ہیں۔ خودمختار کشمیر کی آواز اٹھانا حماقت ہے۔ کشمیر پاکستان کا حصہ ہے۔ اب تک جتنا علاقہ آزاد ہو چکا ہے' اسے تو پاکستان کے ساتھ قانوناً الحاق کر لینا چاہئے''۔

❁ ندائے خلافت کے شمارہ 23 (2 جولائی) میں ''کیمپ ڈیوڈ'' کے بارے میں ایک مختصر سا مضمون شائع ہوا تھا۔ کیمپ ڈیوڈ کے حوالے سے یاور حیات صاحب (کراچی) کے خط کا ایک اقتباس قابل توجہ ہے۔ ''مصر کے صدر انور السادات کو کیمپ ڈیوڈ کی ہوا دکھائی گئی۔ ان کو سبز باغ دکھا کر اسرائیل کے ساتھ معاہدہ کرایا گیا۔ پھر ان کا کیا حشر ہوا۔ عین قومی تقریب میں لاکھوں افراد کے روبرو انہیں کیمپ ڈیوڈ جانے کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔ کیمپ ڈیوڈ کے دوسرے گریجویٹ فلسطینی لیڈر یاسر عرفات ہیں۔ انہیں بلایا گیا' خوب کھلایا پلایا گیا۔ جتنے سبز باغ دکھائے جا سکتے تھے دکھائے گئے' جتنے وعدے کئے جا سکتے تھے' کئے گئے اور ان کے بدلے میں ان سے ایک ایسا وعدہ لیا گیا' جس پر عمل کرنا ان کے لئے یا کسی بھی شخص کے لئے ناممکن ہے۔ انہیں عالمی امن کا چیمپئن قرار دیا گیا اور امن کا نوبل پرائز دلوایا گیا۔ اب یاسر عرفات کہاں ہیں؟ کیمپ ڈیوڈ والوں نے انہیں ایک کال کوٹھڑی میں بند کر کے' ان کے اطراف کی عمارتوں کو بمباری سے منہدم کر کے' ان کا محاصرہ کر کے' سانس لینا بھی دوبھر کر دیا ہے۔ تعجب یہ ہے کہ یاسر عرفات کو اب تک زندہ کیسے رکھا گیا ہے؟ اب کیمپ ڈیوڈ کے تیسرے گریجویٹ ہمارے پرویز مشرف ہیں۔ دیکھئے کیمپ ڈیوڈ والے تین ارب ڈالر کی مونگ پھلی دے کر ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں''۔ ❁

کُل روئے ارضی پر غلبۂ دین کے مراحل
اور اسلامی انقلاب کا نبویؐ طریقِ کار

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے 18 جولائی 2003ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

گزشتہ خطاب جمعہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بات بیان ہوئی تھی کہ قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ اگرچہ بظاہر اس کے آثار نظر نہیں آتے کیونکہ سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد امریکہ کو دنیا کی واحد سپریم پاور کی حیثیت حاصل ہونے سے یہ دنیا یونی پولر (یک قطبی) ہوگئی ہے۔ اس سے قبل دنیا میں روس اور امریکہ دو سپر طاقتیں تھیں تو بیلنس آف پاور ہونے کے باعث چھوٹی اقوام کو ان میں سے کسی ایک کے سائے میں پناہ مل جاتی تھی۔ لیکن اب امریکہ اپنی طاقت کے نشے میں بدمست ہو کر کسی کو خاطر میں لانے کو تیار نہیں۔ بالخصوص عالم اسلام اس کے غیض وغضب کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ لہٰذا ان حالات میں احیائے اسلام کا مرحلہ بہت مشکل نظر آتا ہے۔ تاہم واضح آیات قرآنیہ اور صحیح احادیث کی روشنی میں ہمارا ایمان ہے کہ ایسا ہو کر رہے گا۔

آج کا موضوع یہ ہے کہ یہ کام ہوگا کیسے اور اس کے لئے راستہ کون سا اختیار کیا جائے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کام انتہائی مشکل ہے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ سے پہلے کسی نبی اور رسول کے ہاتھوں بھی مرحلہ وار انقلابی جدوجہد کے نتیجے میں اقامتِ دین کی منزل تک پہنچنے کی نوبت نہیں آئی۔ یہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ خصوصی معاملہ ہوا کہ آپؐ خود انقلاب اسلامی کے داعی تھے اور آپؐ کی زندگی ہی میں انقلابی جدوجہد اپنے تمام مراحل سے گزرتی ہوئی پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد بھی یہ کام تقریباً ناممکن نظر آتا ہے۔ البتہ قرآن حکیم فرقان مجید میں لطیف اشارے موجود ہیں کہ یہ کام درجہ بدرجہ کئی نسلوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔ اس کا نقشہ سورۃ الانشقاق میں کھینچا گیا ہے:

''تو نہیں، میں قسم کھاتا ہوں شفق کی' اور رات کی اور ان چیزوں کی جنہیں وہ اکٹھا کر لیتی ہے۔ اور چاند کی جب وہ کامل ہو جائے۔ کہ تم درجہ بدرجہ (رتبۂ اعلیٰ پر) چڑھو گے۔ تو ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ ایمان نہیں لاتے''۔ (آیات: 16 تا 20)

ان آیات میں اشارہ ہے کہ جیسے چاند 14 دن میں پورا ہوتا ہے۔ اسی طرح ہدایت کا یہ چاند 14 صدیوں میں مکمل ہوگا۔ یعنی اے مسلمانو! تم اوپر چڑھو گے لیکن درجہ بدرجہ۔ حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد سے اب تک چودہ صدیاں گزر چکی ہیں۔ خلافت راشدہ کے بعد جب دورِ ملوکیت کے باعث اسلام کے چہرے پر گرد پڑنا شروع ہوئی تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے مجددین کا سلسلہ شروع ہوا۔ پہلے ہزار برس میں عالم عرب میں مجددین کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن پچھلے چار سو برس میں ہر صدی کا مجدد برصغیر میں آیا۔ گیارہویں صدی ہجری کے مجدد حضرت شیخ احمد سرہندیؒ' بارہویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ' تیرہویں صدی کے مجدد حضرت سید احمد شہیدؒ اور چودھویں صدی کے مجدد شیخ الہند حضرت محمود حسنؒ اسیر مالٹا کا تعلق برصغیر ہی سے تھا۔ چودھویں صدی میں احیائے اسلام کے کام میں تیزی آئی۔ اس ضمن میں سب سے پہلے مولانا ابوالکلام آزاد قرآن کے داعی بن کر اٹھے اور حکومتِ الٰہیہ کے قیام کے لئے حزب اللہ قائم کی۔ لیکن علماء کے طرزِ عمل سے مایوس ہو کر اس کام سے کنارہ کش ہوگئے۔ اس کے بعد مولانا مودودیؒ نے اس کام کے لئے جماعت اسلامی قائم کی۔ جماعت اسلامی بھی قیام پاکستان کے بعد حصولِ اقتدار کے چکر میں پڑ کر اس فرض کی ادائیگی سے دستبردار ہوگئی۔ تیسرے نمبر پر احیائے اسلام کے حدی خواں علامہ اقبال تھے۔ جنہوں نے احیائے اسلام کے کام کو مزید جلا بخشی۔ اقبال کے بعد چوتھی نسل میں اللہ نے یہ کام ہم سے لیا۔ الحمد للہ ہماری حقیر سی دینی مساعی کو اللہ نے شرف قبول عطا فرمایا' اس خطے میں دروسِ قرآن کے حلقے قائم ہوئے۔ اللہ کی تائید وتوفیق سے انجمن ہائے خدام القرآن' قرآن کالج' رجوع الی القرآن کورس اور بیعت کی بنیاد پر اقامت دین کے لئے تنظیم اسلامی کی بنیادیں رکھی گئیں۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں مرے مطالعہ کا حاصل یہ ہے کہ کل روئے ارضی پر غلبہ دین کا کام دو مرحلوں میں مکمل ہوگا۔ پہلے مرحلے میں دنیا کے کسی خطے میں اسلامی انقلاب آئے گا اور ایک ٹھیٹھ اسلامی ریاست قائم ہوگی۔ حدیث میں اشارے ملتے ہیں کہ یہ انقلاب عرب کے مشرق میں کسی علاقے میں آئے گا۔ میرے نزدیک وہ علاقہ پاکستان اور افغانستان کا ہے جہاں اسلامی نظام قائم ہوگا۔ میرے نزدیک پاکستان کو اللہ نے اس کام کے لئے منتخب فرما لیا ہے کیونکہ یہ برصغیر کی چار سو سالہ تجدیدی مساعی کا حاصل ہے۔ یہ دنیا کا واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر بنا۔ پھر ہر طرح کی رکاوٹوں کے باوجود معجزانہ طور پر 27 رمضان کو یہ ملک ہمیں حاصل ہوا۔ یہاں قراردادِ مقاصد کے ذریعے گویا سیکولرازم کے خلاف علَم بغاوت بلند ہوا' یعنی یہ دنیا کا واحد ملک ہے جہاں دستور میں اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اگرچہ عملی طور پر اسلامی انقلاب کی منزل بہت دور نظر آتی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق مثالی اسلامی فلاحی ریاست اگر کہیں قائم ہو سکتی ہے تو صرف پاکستان میں۔ اگر پاکستانی مسلمانوں نے اس طرف توجہ نہ کی تو یہ ان کی بڑی بدقسمتی ہوگی۔ بہرحال دوسرے مرحلے میں اس انقلاب کی پورے عالم میں توسیع کا کام دو عظیم شخصیتوں کے ذریعے ہوگا۔ سب سے پہلے حضرت مہدی جو میرے نزدیک پندرہویں صدی ہجری کے مجدد ہوں گے' وہ عرب میں اسلامی حکومت قائم کریں گے اور ان کی حکومت کو قائم ومستحکم کرنے کے لئے مشرق سے فوجیں آئیں گی (جہاں پہلے سے اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہوگی)۔ حضرت مہدی کی حکومت پر عالم کفر (عالم عیسائیت) متحد ہو کر ٹوٹ پڑے گا۔ حدیث کے مطابق 80 جھنڈوں کے تحت فوج عرب پر حملہ آور ہوگی اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار فوج ہوگی۔ حضرت مہدی کو معجزانہ طور پر مدد ملے گی اور کفار کو شکست ہوگی۔ اس کے بعد ان کا آخری معرکہ یہود سے ہوگا۔ اس موقع پر حضرت عیسیٰؑ کا ظہور ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ یہودی لیڈر دجال

کو قتل کریں گے اور یہودیوں کا خاتمہ ہوگا اور کل عالم اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے گا۔

اب اس سوال کی طرف آتے ہیں کہ اسلامی انقلاب کے لئے طریقہ کون سا اختیار کیا جائے؟ اسلامی انقلاب صرف اور صرف اسی طریقے سے برپا ہوگا' جس طریقے کو آنحضور ﷺ نے اختیار فرمایا۔ اس کے علاوہ حصول اقتدار کے جدید طریقوں سے اسلامی انقلاب کبھی نہیں آ سکتا۔ لیکن افسوس کہ احیائے اسلام کے کام میں جب رکاوٹیں آئیں اور انقلابی تحریکوں نے محسوس کیا کہ یہ منزل ابھی بہت دور ہے' تو ردِ عمل کے طور پر انہوں نے طریق نبویؐ کی بجائے شارٹ کٹ کے طور پر غلط راستوں کو اختیار کیا۔ ان میں سے بعض تحریکوں میں غلط طور پر ایک خیال یہ پیدا ہوا کہ الیکشن کے ذریعے اسلامی نظام قائم ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہ ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ انتخابات تو پہلے سے موجود کسی نظام کو چلانے کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں' اس نظام کو تبدیل کرنے کے لئے نہیں۔ نظام کی تبدیلی کے لئے تو جانیں قربان کرنا پڑتی ہیں کیونکہ باطل نظام کے رکھوالے کبھی ٹھنڈے پیٹوں اپنے مفادات سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ الجزائر میں اسلامی تحریکوں کی انتخابات میں کامیابی کے باوجود انہیں اقتدار نہ مل سکا۔ کیا خمینی الیکشن کے ذریعے برسر اقتدار آ سکتے تھے۔ پاکستان میں گزشتہ 56 برسوں میں انتخابات میں دینی جماعتوں کی ناکامی بھی اسی بات کا ثبوت ہے کہ یہ اسلامی انقلاب کا راستہ نہیں۔ اس کے علاوہ دوسرا غلط ردِ عمل یہ ہوا کہ احیائے اسلام کی خواہش رکھنے والی بعض تحریکوں نے دہشت گردی کا راستہ اختیار کر لیا۔ یہ الگ بحث ہے کہ یہ راستہ جائز ہے یا نہیں۔ جبکہ دیکھنا یہ چاہئے کہ یہ ہمارے مرض کا علاج بھی ہے یا نہیں۔ ماضی کے تجربات سے واضح ہے کہ اس راستے سے باطل کو تو کیا نقصان پہنچتا الٹا اسلام کو نقصان ہوا ہے۔ اس دہشت گردی کا حاصل یہ ہے کہ آج پوری دنیا کی رائے عامہ مسلمانوں کے خلاف ہو گئی ہے۔

ہونا یہ چاہئے کہ دنیا کے کسی ایک ملک میں اسلامی نظام قائم کر کے دکھا دیا جائے کہ یہ ہے اسلام کا عادلانہ نظامِ رحمت' تاکہ کفر پر اسلام کی حجت قائم ہو۔

بہرحال اسلامی نظام اگر قائم ہوگا تو صرف منہاجِ نبوت پر قائم ہوگا۔ اسلامی نظام کے قیام کا جو طریقہ سیرتِ نبویؐ سے ہمارے سامنے آتا ہے اس کے تین مراحل ہیں:

1۔ افراد میں یقین قلبی والا ایمان پیدا کیا جائے۔ اس کا ثبوت یہ ہوگا کہ شریعت کے جس حصے پر آپ عمل کر سکتے ہیں اس پر عمل ہو خواہ کتنی ہی مشکلات آئیں۔

2۔ ایسے لوگ ایک امیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے منظم ہوں۔

3۔ جب تعداد کافی ہو جائے تو اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ایک عوامی مطالباتی و مظاہراتی لیکن پُرامن تحریک شروع کی جائے جو سول نافرمانی تک جا کر بالآخر غیر مسلح بغاوت پر منتج ہو' جیسا کہ شاہِ ایران کے خلاف ایران میں ہوا۔

اگرچہ سیرتِ نبویؐ سے میں نے اپنی کتاب ''منہج انقلاب نبویؐ'' میں جو مراحل اخذ کئے ہیں ان کی تعداد چھ ہے۔ ان شاء اللہ کسی اور موقع پر ان کی تفصیل بیان کی جائے گی۔ موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے اس کتاب کا مطالعہ مفید رہے گا۔ اوپر بیان کئے گئے تین مراحل میں سے تیسرا مرحلہ دراصل اس کتاب میں بیان کیا گیا ساتواں مرحلہ ہے' یہ سیرتِ نبویؐ سے ماخوذ نہیں بلکہ موجودہ حالات میں آخری مرحلے کے طور پر تجویز کیا گیا ہے' جس سے اختلاف بھی کیا جا سکتا ہے۔

بہرحال نبویؐ راستے کو چھوڑ کر کوئی راستہ اختیار کیا جائے تو کبھی منزل پر نہیں پہنچا جا سکتا۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

حالاتِ حاضرہ:

طالبان جیسے دوستوں سے غداری کی ہمیں یہ سزا ملی ہے کہ مشرقی سرحد پر مستقل دشمنی کے ساتھ ساتھ مغربی سرحد بھی غیر محفوظ ہو گئی ہے۔ آج اسلام آباد اور کابل میں جو دُوری پیدا ہوئی ہے وہ صدر مشرف کی غیر دانشمندانہ اور وقتی مصلحت پسندی پر مبنی پالیسیوں ہی کا ثمر ہے۔ اسی طرح اسرائیل کو تسلیم کرنے یا عراق فوج بھیجنے کا معاملہ بھی جن مصلحتوں کے پیشِ نظر اختیار کیا جا رہا ہے وہ بالکل عارضی ہیں۔ کیونکہ صیہونی سازش کے زیر اثر امریکہ جلد یا بدیر کسی بہانے سے ہماری طرف سے آنکھیں پھیر لے گا اور پھر ہمیں پچھتانے کا وقت بھی نہیں ملے گا۔ لہٰذا موجودہ پاکستانی حکمرانوں کو ایسی دوررس پالیسیاں مرتب کرنی چاہئیں جن کے اثرات دیرپا ہوں اور ان پالیسیوں میں غیرت و حمیت اور اسلامی اصولوں کے ساتھ ساتھ دوست دشمن کی پہچان بھی ملحوظ رکھنی چاہئے۔

سَابِقُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ

رفقاء تنظیم اسلامی متوجہ ہوں!

رضا کارانہ تفریغ اوقات کی اپیل

رضا کارانہ بنیادوں پر رفقاء تنظیم اسلامی سے تفریغ اوقات کے لئے ندا کی جاتی ہے۔ لبیک کہنے والے رفقاء کے قیمتی وقت کو دین حق کی سربلندی کے لئے تنظیم اسلامی کے تربیتی اور دعوتی و تنظیمی سرگرمیوں میں بروئے کار لایا جائے گا۔

اس منصوبے میں حصہ لینے والے رفقاء کے لئے قواعد وضوابط درج ذیل ہیں:

(i) وقت کم از کم تین دن (ii) ہفتہ/مہینہ/سال جتنا زیادہ وقت اتنا زیادہ اجر

(iii) آغاز: یکم اگست 2003ء کے بعد (iv) اوقات معین/مخصوص تاریخوں میں ہوں

(v) تمام رفقاء تنظیم قطع نظر تعلیم و تجربہ اور مرتبہ و مقام حصہ لے سکتے ہیں۔

فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ

استفادہ کرنے والے رفقاء جلد از جلد اپنے کوائف مرکز تنظیم اسلامی 67۔اے علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور ارسال کر دیں۔

اللہ سُبْحٰنَهٗ و تعالیٰ شرفِ قبولیت اور اجر عظیم عطا فرمائے۔

المعلن: اظہر بختیار خلجی' ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان

موجودہ عالمی حالات میں ہماری سلامتی کا راستہ

تحریر: مرزا ایوب بیگ

آج یورپ اور امریکہ ایک عجیب طرزِ عمل اختیار کر چکے ہیں اگر چہ ان کے نزدیک اصل الاصول یہ ہے کہ فوجی اور ملکی مفاد میں سب کچھ کر گزرو۔ ملک کے مفاد میں غلطی بھی صحیح ہے اور صحیح بھی غلط ہے۔ اگر کوئی کام اخلاقی لحاظ سے برا ہے یا بین الاقوامی قانون کے حوالہ سے غلط ہے لیکن اگر اپنے ملک کے مفاد میں ہے تو پورے شدومد کے ساتھ کرو کسی تنقید کی پروا کئے بغیر اسے پورے اطمینان سے مکمل کرو اور اس کے نتیجہ میں تمام ممکنہ فوائد حاصل کرلو۔ البتہ جب کام مکمل ہوجائے اور اس کی واپسی یا خاتمہ کوئی معنی نہ رکھتا ہو تو خود ہی شور مچادو اور واویلا شروع کردو کہ غلط ہوا ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ مثلاً اگر ایک عمارت کو جلا دینا ان کے ملکی اور قومی مفاد میں ہو تو پہلے جھوٹے بہانے اور عذر گھڑ کر اسے جلا دیا جائے گا اور کچھ دیر اس کے مکمل طور پر خاکستر ہونے اور راکھ کا ڈھیر بننے کا انتظار کیا جائے گا جونہی وہ راکھ کا ڈھیر بنے گی اور عمارت ہونے کے حوالہ سے ان کے مفادات پر جو ضرب لگا رہی تھی اس کا امکان ختم ہوجائے گا پھر اس آتشزدگی پر اظہار افسوس اور اس فعل کی مذمت کی جانے لگے گی۔ اس رویہ کی تازہ ترین مثال عراق کی اس بنیاد پر تباہی و بربادی کہ اس کے پاس وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار ہیں جن سے علاقے ہی کی نہیں امریکہ کی سلامتی کو بھی خطرہ ہے' اتنے وسیع پیمانہ پر یہ بات پھیلائی گئی اور اتنا خوف پھیلا دیا گیا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اگر فوری طور پر کارروائی نہ کی گئی تو دشمن پہل کردے گا اور امریکہ سلامت نہیں رہے گا۔ اگر چہ دنیا کے کئی حصوں سے یہ بات کہی گئی کہ یہ تیل کی جنگ ہے اور یہ گریٹر اسرائیل کی راہ ہموار کرنے کے لئے جنگ کی جارہی ہے لیکن کم از کم امریکہ میں کوئی یہ بات سننے کے لئے تیار نہیں تھا۔ سروے کرنے والے بتا رہے تھے کہ صدر بش مقبولیت کی معراج پر ہیں۔ اور لوگ اس کارروائی کو اپنی سلامتی کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ دورانِ جنگ بھی یہ اعتراض ہوا کہ وزیر دفاع نے فوج کم بھیجی ہے جس کی وجہ سے فتح میں زیادہ دن لگ رہے ہیں لیکن جب عراق پر قبضہ مکمل ہوگیا تیل کے کنویں کنٹرول میں آ گئے۔ وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار نہ ملنے تھے اور نہ ملے۔ دنیا نے اسے ننگی اور عریاں جارحیت قرار دیا تو اب غلطی کا اعتراف ہو رہا ہے۔ سی آئی اے کو موردِ الزام ٹھہرایا جا رہا ہے کہ اس نے صدر محترم کو غلط اطلاعات فراہم کرکے غلط فیصلہ کروا دیا۔ اب اس پر اظہار افسوس کیا جائے گا لیکن جو مفادات حاصل کئے جاچکے ہیں یا کئے جانے ہیں ان پر کوئی آنچ نہیں آنے دی جائے گی چاہے بش کے بعد ان کی حکومت آ جائے جو اس کارروائی پر بش کے لتے لے رہے ہیں۔ اس طرز عمل سے دنیا کو دھوکہ دیا جاسکتا ہے' اللہ کو نہیں۔

راقم کی رائے میں افغانستان پر حملہ کرتے وقت امریکہ جانتا تھا کہ یہاں فتح حاصل کرنے کے بعد بھی مزاحمت جاری رہے گی' اسی لئے عالمی محاذ بنایا گیا تا کہ اس مزاحمت کے خلاف ساری دنیا کو استعمال کیا جاسکے لیکن عراق کے بارے میں امریکی ماہرین کی رائے یہ تھی کہ ایک مرتبہ فتح مکمل ہوگئی تو بعد میں اس قسم کی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور صدام کے دشمن جو کثیر تعداد میں ہیں ان کے تعاون سے فتح کے بعد دنوں میں مکمل کنٹرول حاصل ہوجائے گا۔ یہ توقع غلط ثابت ہوئی۔ صدام کے دشمنوں نے بھی امریکہ کو غاصب قرار دیا ہے اور غیر ملکیوں کے ملک سے نکلنے کا مطالبہ کیا ہے۔ عراق میں غیر متوقع مزاحمت پر امریکہ سخت پریشان ہے۔ امریکیوں کی لاشیں بش کی مقبولیت کے گراف کو بڑی تیزی سے نیچے کی طرف لا رہی ہیں۔ اب بھولے بھالے اور سیدھے سادے امریکہ کی خواہش یہ ہے کہ عراق پر قبضہ کے حوالہ سے مفادات تو حاصل ہوجائیں اور ہوتے رہیں البتہ گولیوں کی بوچھاڑ کے سامنے امریکیوں کی بجائے پاکستانی' بھارتی' جرمن' فرانسیسی' روسی اور افریقی سامنے آئیں تاکہ امریکی قوم اپنے ہم وطنوں کی اموات سے ذہنی طور پر پریشان نہ ہوں اکثر ممالک نے اس امریکی خواہش کو رد کردیا ہے۔ امریکہ بھارت کو اپنا سٹریٹیجک پارٹنر قرار دیتا ہے۔ نائب وزیر اعظم ایل کے ایڈوانی جو وزیر اعظم بننے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اپنے امریکہ کے دورے کے دوران افواج بھیجنے کا وعدہ بھی کر آئے تھے لیکن بھارت نے بھی اس امریکی درخواست کو مسترد کردیا ہے کیونکہ بھارت کی اپوزیشن نے اس پر سخت احتجاج کیا تھا اور واجپائی کی جمہوری حکومت نے عوامی خواہشات کو قبول کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے۔ البتہ پاکستان کے جنرل مشرف کیمپ ڈیوڈ میں اصولی فیصلہ کر آئے تھے کہ پاکستان عراق میں فوج بھجوائے گا اگر چہ ملک کے اندرونی حالات کے مطابق ان کے لئے اس فیصلہ پر عمل درآمد مشکل ہوجائے گا۔

عالمی حالات کو بغور دیکھا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ امریکہ' بھارت اور اسرائیل (برطانیہ کو امریکہ سے منسلک سمجھا جائے) پر مشتمل ایک ٹرائیکا وجود میں آ چکی ہے۔ جس کی ذمہ داریاں کچھ یوں تقسیم کی گئی ہیں کہ امریکہ مغربی و مشرقی یورپ' اسرائیل مشرق وسطیٰ اور بھارت جنوبی ایشیا کو کنٹرول کرے گا۔ راقم کی رائے میں روس' چین اور بھارت کا امریکہ کو علاقہ سے نکالنے کا اتحاد محض فریب ہے روس اور چین کی یہ خواہش ضرور ہوسکتی ہے لیکن بھارت اس طرف نمائشی پیش رفت کرتا ہے تاکہ امریکہ کو زیادہ سے زیادہ بلیک میل کرسکے۔ واجپائی کا دورۂ چین اور وہاں تعلقات بہتر بنانے کے لئے تبت کو چین کا حصہ تسلیم کرنے جیسے انقلابی اعلانات امریکہ کی آشیرباد سے کئے گئے ہیں۔ مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ بھارت کو سیکورٹی کونسل کا مستقل رکن بنانے میں صرف چین رکاوٹ بن سکتا ہے۔ اگر کچھ لے دے کر بھارت چین کو رضامند کرلے تو بھارت سیکورٹی کونسل کا مستقل رکن بن سکتا ہے اگر ایسا ہوجائے تو سیکورٹی کونسل میں یہ قرارداد لائی جاسکتی ہے کہ ایٹمی اسلحہ صرف سیکورٹی کونسل کے مستقل رکن رکھ سکتے ہیں اور یوں پاکستان کے ایٹمی اسلحہ کو نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔ امریکہ جو اسرائیل کی سلامتی کو خود امریکہ کی سلامتی قرار دیتا ہے اسے پاکستان کے وہ ایٹمی میزائل کسی طرح قبول نہیں جن کی رینج میں اسرائیل آتا ہے جبکہ پاکستان خصوصاً فوجی حکام بھارت کی جارحیت کا جواب صرف اپنے ایٹمی میزائل سمجھتے ہیں لہٰذا ایٹمی اسلحہ کے معاملہ میں اب تک امریکہ کے شدید دباؤ کا سامنا کیا گیا ہے۔ امریکہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ جب تک پاکستان کے پاس ایٹمی اسلحہ ہے وہ بھارت جسے امریکہ علاقہ کا تھانے دار بنانا چاہتا ہے اُس کی بالادستی کو قبول نہیں کرے گا ایسی صورت میں نیو ورلڈ آرڈر کا نفاذ علاقہ میں عملاً ممکن نہیں رہتا۔ لہٰذا چین کے محاصرہ کے پروگرام پر بھی

عمل درآمد نہیں ہو سکتا۔

راقم کی رائے میں یہ خبریں درست نہیں ہیں کہ امریکہ کے بہت زیادہ قریب جانے کی وجہ سے چین پاکستان سے ناراض ہے بلکہ خود چین کا یہ مشورہ معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان امریکی مست ہاتھی کو اس وقت تک بلاوجہ ناراض نہ کرے کیونکہ چین یہ نہیں چاہتا کہ امریکہ کوئی عذر گھڑ کر پاکستان کو براہ راست یا بھارت سے تہس نہس کرادے اور چین کے سر پر آ موجود ہو۔ اب جو خبریں موصول ہو رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ صدر مشرف کا کیمپ ڈیوڈ کا دورہ پاک امریکہ تعلقات میں بہتری پیدا نہیں کر سکا بلکہ مزید بگاڑ پیدا ہو گیا ہے یہی وجہ ہے کہ پاکستان اور افغانستان کے بارڈر پر کشیدگی پیدا ہو گئی ہے اور افغانستان کے کرزئی نے اپنے مالکوں کے اشارے پر پاکستان اور صدر مشرف پر پہلی مرتبہ زوردار تنقید کی ہے وگرنہ اس سے پہلے افغانستان میں صرف شمالی اتحاد والے پاکستان کو برا بھلا کہتے تھے۔ دوسری طرف ایک بہت اچھی خبر آئی ہے کہ چین پہلی بار کسی دوسرے ملک کے ساتھ بحری مشقیں کرے گا اور وہ ملک پاکستان ہو گا۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ چین پاکستان کے امریکہ سے تعلقات کی نوعیت پر مطمئن ہے۔ امریکہ سے کیمپ ڈیوڈ میں معاملات طے نہ ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ صدر مشرف کا فرانس اور جرمنی کا دورہ بہت کامیاب رہا۔ پاکستان ان دونوں ممالک سے انتہائی حساس نوعیت کے فوجی فاضل پرزہ جات حاصل کرنے میں کامیاب رہا خصوصاً پاکستان ایئر فورس جو امریکی فوجی امداد معطل ہونے کی وجہ سے بری طرح متاثر تھی ان فاضل پرزہ جات کی وجہ سے نئی زندگی حاصل کرے گی۔

امریکی درندہ افغانستان اور عراق کو چیر پھاڑ چکا ہے لیکن اسے انہیں ہضم کرنے میں دشواری پیش آ رہی ہے لہٰذا فی الحال کسی اگلے شکار پر حملہ آور نہیں ہو گا ایک بار پھر سازشی یہودی ذہن اس کی مدد کو آئے گا۔ یورپ کے کسی ملک میں بڑی سطح پر تخریب کاری ہو گی جس میں امریکیوں کو نشانہ بنایا جائے گا امریکہ پھر اس تخریب کاری کو القاعدہ کے کھاتے میں ڈال کر کسی اسلامی ملک جو ایران، پاکستان اور سعودی عرب میں سے کوئی بھی ہو سکتا ہے اس پر چڑھ دوڑے گا اور گریٹر اسرائیل کی راہ ہموار کرنے کی کوئی راہ نکالی جائے گی کیونکہ عراق پر حملہ کے خلاف عالمی ردعمل اور عراق میں ہونے والی مزاحمت کی وجہ سے امریکہ ایران اور شام کے خلاف کارروائی سے گریز کر رہا ہے اور یہودیوں کا منصوبہ یہ ہے کہ انہوں نے امریکہ کو کسی نہ کسی طرح اس طرف دھکیلنا ہے۔ یورپ میں اگر کوئی بڑی تخریبی کارروائی ہوئی تو یورپ کے عوام امریکہ کے کسی مسلمان ملک پر حملہ آور ہونے کے خلاف زیادہ ردعمل کا اظہار نہیں کریں گے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ راقم بڑی دور کی کوڑی لا رہا ہے لیکن اس کے بغیر دنیا کسی بڑی جنگ کی طرف بڑھ نہیں سکتی اور مستقبل قریب میں کوئی بڑی جنگ اس دنیا کا مقدر طے ہے کیونکہ اس بڑی جنگ کی خبر صادق المصدوق نے دی ہے جو یقیناً سچ ثابت ہو گی۔

پاکستان کا اصل مسئلہ اس کے اندرونی حالات ہیں سیاسی عدم استحکام، جمہوری اداروں کی ناپائیداری اور روز روز کے مارشل لاؤں کی وجہ سے وہ عالمی سطح کے کھیل میں بالکل غیر مؤثر ہو کر رہ گیا ہے حالانکہ جغرافیائی لحاظ سے پاکستان بڑے حساس اور اہم علاقہ میں واقع ہے۔ عالمی سطح پر مثبت اور مؤثر رول ادا کرنے کے لئے پاکستان کو ایک مستحکم اور مضبوط ملک بننا ہو گا تاکہ صحیح معنوں میں آزاد خارجہ پالیسی اپنا سکے لیکن پاکستان کا استحکام نظریۂ پاکستان کے عملی نفاذ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ نظریۂ پاکستان اب محض ایک اصطلاح ہے جسے تقریروں اور تحریروں میں استعمال کیا جاتا ہے وگرنہ خود مذہبی جماعتیں اقتدار کی سیاست سے آگے بڑھ کر کچھ کرنے کو تیار نہیں۔ ہمیں یہ مان لینا چاہئے کہ اسلام کا نظام عدل وقسط نافذ کئے بغیر اور ایک صالح معاشرے کے قیام کے بغیر ہم مستقبل کی بڑی جنگ میں کوئی اہم رول ادا کر سکیں گے بلکہ محض اُس کا ایندھن بن جائیں گے دنیا اور آخرت میں خسارے سے بچنے کے لئے ہمارے لئے ایک ہی راستہ ہے "اسلام کا راستہ"۔ یہی سلامتی کا راستہ ہے باقی سب راستے تباہی و بربادی کے راستے ہیں۔

ایف اے

داخلہ جاری

اقتدار احمد ویلفیئر ٹرسٹ کے زیر اہتمام

ایف اے اور بی اے کی معیاری تعلیم کا جدید ادارہ

(رجسٹرڈ)

طُوبیٰ گرلز کالج لاہور

اسلامی تعلیمات اور نظریہ پاکستان کے فروغ پر خصوصی توجہ

باپردہ اور پاکیزہ ماحول — خوبصورت اور کشادہ عمارت

ماڈرن کمپیوٹر لیب اور کمپیوٹر کی لازمی تعلیم بلا اضافی فیس

طالبات کے لئے ٹرانسپورٹ (Pick & Drop) کی سہولت

بیرون لاہور کی طالبات کے لیے ہوسٹل کی محدود سہولت

مزید معلومات کے لئے پراسپیکٹس حاصل کریں

طُوبیٰ گرلز کالج 78 سیکٹر اے ون ٹاؤن شپ لاہور

فون 5114581 E-mail: toobacollege@ hotmail.com

تالاب میں کودنے سے پہلے

اسرائیل کو تسلیم نہ کرنے کے حوالے سے
معروف کالم نگار جناب جاوید چودھری کے دلائل

اسرائیل کو تسلیم نہ کرنے کے حوالے سے پہلے ہمیں ایک اور چیز کا فیصلہ بھی کرنا ہوگا' ہمیں ایک اور سوال کا جواب بھی دینا ہوگا! اور وہ سوال' وہ فیصلہ یہ ہے کہ کیا اسرائیل سے ہمارے اختلافات کی بنیاد محض عرب تھے۔ کیا مسلمان ہونے کی حیثیت سے' کیا ایک مسلم اسٹیٹ' ایک اسلامی ملک کی حیثیت سے ہم احکاماتِ الٰہی' حکمِ رسول ﷺ' سنت نبویؐ اور صحابہؓ کے طریق کے پابند نہیں ہیں۔

جی ہاں! اس میں کوئی شک نہیں' دنیا کے 194 آزاد ممالک میں سے ایک آزاد اور خودمختار ملک کی حیثیت سے ہمارا اسرائیل سے کوئی اختلاف نہیں لیکن ہم حکمِ الٰہی کا کیا کریں' اس ربّ کا کیا کریں جس کا کلمہ پڑھنے کے بعد ہم اس کے ہر حکم' ہر فرمان کے پابند ہو چکے ہیں' جس نے اہلِ ایمان پر سورۂ مائدہ اتاری اور فرمادیا ''اے ایمان والو! مت بناؤ' یہود اور نصاریٰ کو دوست' وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا'' ہم اس کی سورۂ نساء سے کیسے بچیں جس میں اس نے فرمایا ''اے ایمان والو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق نہ بناؤ' کیا تم اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام لینا چاہتے ہو' اور ہم اس کی سورۂ آل عمران سے کیسے آنکھیں چرائیں جس میں اس ربّ نے فرمایا جس کے سامنے ہم دن میں پانچ مرتبہ سجدہ کرتے ہیں ''نہ بنائیں مسلمان کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر اور جو کوئی یہ کام کرے گا نہیں اس کا تعلق اللہ سے کوئی''۔

اب آتے ہیں حکمِ رسول ﷺ کی طرف' فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے ''میں یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے ضرور نکالوں گا یہاں تک کہ یہاں صرف مسلمان رہ جائیں'' حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ''ہم مسجد میں تھے آپؐ تشریف لائے اور فرمایا' یہود کے پاس چلو' ہم چل دیئے آپؐ نے وہاں پہنچ کر فرمایا' اے قوم یہود! اسلام لے آؤ سلامتی پا لو گے' مزید فرمایا! جان لو زمین اللہ اور اس کے رسولؐ کی ہے' میں تمہیں اس زمین سے جلاوطن کرنا چاہتا ہوں تم میں سے جس کے پاس کوئی مال ہے وہ اسے بیچ دے نہیں تو جان رکھو زمین اللہ اور اس کے رسولؐ کی ہے'' صحیح مسلم میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے بنو قینقاع اور بنو حارثہ کے یہودیوں کو اور ہر اس یہودی کو جو مدینہ میں تھا جلاوطن کر دیا۔''

اب آتے ہیں عملِ رسول ﷺ' سنت رسول ﷺ کی طرف' آپؐ کی پوری مدنی زندگی کفار اور یہودیوں سے لڑتے گزری' آپ کفارِ مکہ سے پلٹتے تو یہودیوں سے جنگ چھڑ جاتی' یہودیوں سے نمٹ لیتے تو مشرکین مکہ کا لشکر تیار کھڑا ہوتا' عرب کے یہودی کیا تھے؟ آپ کعب بن اشرف کی مثال لیں یہ رذیل یہودی شانِ اقدس میں اس قدر گستاخی کرتا تھا کہ آپؐ ایک روز فرمانے لگے ''کوئی ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرے اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو بہت ایذا پہنچائی۔'' آپ عصما کی مثال' ابی عفک اور ابی رافع بن حقیق کی مثال لیں' آپؐ نے ان یہودیوں کو نام لے لے کر قتل کر دیا' باقی رہے غزوات تو غزوہ بنی قینقاع ہو' غزوہ سویق ہو' غزوہ بنی نضیر' غزوہ بنی قریظہ یا پھر خیبر آپؐ زرہ بکتر باندھ کر خود یہودیوں کے خلاف برسرِ پیکار ہوئے' آپؐ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں بے شمار صحابہؓ کو یہودیوں سے لڑنے کے لئے روانہ کیا' سریہ عبداللہ بن عتیک' سریہ عبداللہ بن رواحہ' سریہ کرز بن جابر فہری اور سریہ زید بن حارثہ اسلامی تاریخ کے بے شمار صفحات یہودیوں کے ساتھ جنگوں سے رنگیں ہیں' اللہ کے نزدیک یہودیوں سے جنگ و جدل کی کیا حیثیت تھی آپ تاریخ اسلام کا صرف ایک واقعہ ملاحظہ کیجئے۔ آپؐ غزوہ خندق سے لوٹ رہے تھے تو جبرئیل امین آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ لوگ ہتھیار کھول رہے ہیں لیکن فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں اتارے۔ آپؐ بنی قریظہ تشریف لے چلئے ہم آپؐ کے ساتھ یہودیوں سے لڑیں گے' آپؐ نے خیبر کے بعد قلعہ ناعم' قلعہ قموص' قلعہ صعب بن معاذ' حصن قلہ' قلعہ وطیح' قلعہ سلالم' قلعہ حصن ابی اور قلعہ حصن بری یہودیوں کے بے شمار قلعے فتح کئے۔ یہ آپؐ کی عسکری جدوجہد تھی کہ جب وصال ہوا تو جزیرۃ العرب حقیقتاً یہودیوں کے وجود سے پاک ہو چکا تھا صرف خیبر میں چند یہودی خاندان آباد تھے انہیں بھی حضرت عمرؓ نے تیما اور اریحا کی طرف جلاوطن کر دیا۔

یہ ہے بنی اسرائیل کے بارے میں اللہ کے احکامات اور اس کے رسول ﷺ کی پالیسی' اگر ہم اس رسول ﷺ کے پیروکار ہیں اور اسی اللہ کو اپنا معبود مانتے ہیں جس کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں تو پھر ہمیں اس کی پالیسی اور اس کے احکامات بھی تسلیم کرنا پڑیں گے۔ ہر مسلمان اپنے ایمان کا خود ذمہ دار ہے' ہر اسلامی ریاست بھی اپنی ذمہ دار خود ہے اگر سارے عرب ساری اسلامی ریاستیں اسرائیل کو تسلیم کر لیں تو بھی اللہ کے احکامات اور اس کے رسولؐ کی سنت نہیں بدلے گی' دنیا کا کوئی بہانہ' کوئی جواز' کوئی دلیل اس سنت اور ان احکامات کو تبدیل نہیں کر سکتی' ہم اسرائیل کو اس لئے تسلیم نہیں کرتے کہ اسے عرب تسلیم نہیں کرتے تھے اور اسے اب ہمیں اس لئے نہیں مان لینا چاہئے کہ عرب اسے تسلیم کر رہے ہیں' ہمارا اسرائیل سے قرآنی اور ایمانی اختلاف ہے اور یہ اختلاف اس وقت تک جاری رہے گا جب تک اللہ کا یہ حکم باقی ہے ''یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ'' اگر ہم اسرائیل کو تسلیم کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں یہ ڈکلیئر کرنا ہوگا' ہم دنیا کے 133 سیکولر ممالک میں سے محض ایک سیکولر ریاست ہیں اور ہمیں جس ملک سے نفع کی توقع ہوگی ہم اسے تسلیم کریں گے اور جس سے نقصان کا اندیشہ ہوگا ہم اسے چھوڑ دیں گے' یہ کیسے ممکن ہے ہم پانی میں غوطہ بھی لگائیں اور گیلے بھی نہ ہوں۔

(بشکریہ: روزنامہ جنگ' لاہور 8 جولائی 2003ء)

کام کی باتیں

بے نمازی دنیا کا سب سے بڑا جاہل ہے۔

احسانات لیا کرو تا کہ تکبر جاتا رہے!

وہ آنسو روکنا جائز نہیں جو خوفِ خدا سے نکل پڑیں!

شہادت وہ واحد موت ہے کہ روح نکلتے وقت لطف آتا ہے۔

فرسودہ تفکر بھی ایک شیطان ہے۔

غصہ وقتی پاگل پن ہے۔

فریبوں میں بڑا فریب اخلاق کا فریب ہے!

مغرور کا کوئی دشمن نہیں ہوتا وہ اپنا دشمن خود ہوتا ہے!

زندگی ایک سوالیہ پرچہ ہے مگر پرچے پر صرف ایک سوال ہے' اعمال۔

محنت و مشقت کر کے حرام مال کھانے سے بہتر ہے کہ فرد آوارہ کتا پکڑ کر کھا لے۔

بے مذہب کھا پی رہا ہے اور اپنے بدن کو صرف دوزخ کے لئے تیار کر رہا ہے۔

وہ عالم جو اپنے اندھیر پہلو تسلیم کرتا ہے' اپنے علم کا درست استعمال کرتا ہے۔

(مرسلہ: اسد بلال بٹ' سرگودھا)

مسلمانانِ ہند کی پہلی عوامی تحریک

تحریر : سید قاسم محمود

بنگال کے مسلمان جب اٹھارویں اور انیسویں صدی کے شدید دورِ اضطراب سے گزر رہے تھے' اور دینی عقائد و شعائر کی اصلاح وتجدید کے ساتھ ساتھ ہندو زمینداروں اور بنیوں کے مظالم اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے شدائد کے خلاف ہتھیار اٹھانے پر مجبور ہو رہے تھے' تو اس وقت شمالی ہندوستان میں بھی مسلم تحریکیں ابھر رہی تھیں۔ یہ تحریکیں بھی اصلاح وتجدید کے نام ہی سے شروع ہو رہی تھیں اور جیسے جیسے مسلمانوں میں محرومیاں بڑھتی گئیں' اضطراب پھیلتا گیا۔ معاشرتی بے چینی میں اضافہ ہوتا گیا' ویسے ہی ان تحریکوں میں پختگی آتی گئی' مزاحمت سخت ہوتی گئی۔ اس کی محبوبیت اور مقبولیت کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا۔ ہندوستان کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک مسلمانوں کے مختلف طبقات' چھوٹے بڑے' مرد وزن سب ان تحریکوں سے نہ صرف متاثر ہونے لگے' بلکہ ان میں جوق در جوق شریک ہونے لگے۔

تحریک در تحریک اثرات کا سلسلہ

بنگال ہو یا بہار' مدراس ہو یا دکن' مہاراشٹر ہو یا گجرات' یوپی ہو یا سی پی' پنجاب ہو یا سرحد' کونسا علاقہ تھا جو اس تحریک سے کسی نہ کسی حد تک متاثر نہ ہوا ہو۔ سید احمد کی تحریک جہاد اور بنگالی مسلمانوں کی اصلاحی تحریک ہم خیال ہونے کی وجہ سے بھی ایک دوسرے سے اثر لے رہی تھیں اور ہم عصر ہونے کی وجہ سے بھی۔ حاجی شریعت اللہ کی تعلیمات ہوں یا دودھو میاں کی منظم فرائضی تحریک یا پھر تیتو میاں کی عظیم الشان مزاحمتی تحریک' ان سب کا دور وہی دور ہے جب شمالی پنجاب اور صوبہ سرحد میں مجاہدین اپنی بستیاں آباد کر رہے تھے اور وہاں احیائے اسلام اور اسلامی حکومت کے قیام کے لئے جہاد کر رہے تھے۔ اب تحریکوں کی اثر خیزی کا سلسلہ شروع ہوا تو بنگال کے مسلم کاشتکار' جنہیں مختلف تحریکوں نے متاثر کیا تھا' سید احمد شہید کی تحریک جہاد سے متاثر ہونے لگے اور کشاں کشاں دھان کے کھیتوں کو چھوڑ کر بندوقیں اور تمنچے ہاتھ میں تھامے ہزاروں میل کا فاصلہ طے کرتے ہوئے ستھانہ کی پہاڑیوں کی طرف بڑھنے لگے۔ یہ جوش جہاد اور سرفروشانہ بے خودی ان میں کس طرح پیدا ہوئی؟ ایسا کیوں ہوا؟ مسلمانانِ ہند کی یہ پہلی ملک گیر تحریکِ عمل کیسے منظم ہوئی؟ ان سوالوں کا جواب از حد ضروری ہے۔ جیسے جیسے ان سوالوں کا جواب حاصل ہو گا۔ ان تحریکوں میں گہری مماثلت اور مشترکہ بنیادوں کا پتہ چلے گا۔ صرف اتنا ہی نہیں' بلکہ ان کے طریق کار میں یکسانیت نظر آئے گی' کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں مسلمانوں کے اندر جتنی بھی تحریکیں اٹھیں اور جن تحریکوں نے آگے چل کر ہنگامے بپا کئے' ان سب کی ابتدا مسلمانوں میں عقائد وشعائرِ اسلام کی اصلاح و تجدید ہی سے ہوئی۔ حاجی شریعت اللہ اور تیتو میاں نے شاہ ولی اللہ کی تحریک سے اثر لیا۔ سید احمد تو اس تحریک کی آغوش میں پلے تھے۔ ان بزرگوں کی چلائی ہوئی تحریکوں کی بنیاد عقائد کی اصلاح ہی پر تھی۔ ان کا اصرار اسی بات پر تھا کہ خدا کی توحید کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے' شرک' بدعات اور مشرکانہ رسوم ترک کی جائیں اور روزمرہ زندگی میں جو غیر اسلامی اور ہندووانہ رسوم اور رواج راہ پائے گئے ہیں' انہیں ترک کر دیا جائے۔ سید احمد شہید کی تحریک بھی ان ہی بنیادوں پر استوار ہوئی۔ اس تحریک نے اپنے نام لیواؤں کو بدعات ترک کرنے' غیر اللہ کی عبادت سے توبہ کرنے' شرک اور ہندووانہ رسوم سے دستبردار ہونے کی ہدایت کی اور اسلام کی بتائی ہوئی سادہ زندگی بسر کرنے پر اصرار کیا اور بتایا کہ اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کیوں ضروری ہو جاتا ہے۔

جہاد کیوں ضروری ہو جاتا ہے؟

سید احمد شہید نے اپنے اردگرد جو مذہبی' سیاسی اور معاشی حالات پائے' ان میں انہیں ایک مخصوص راہ عمل منتخب کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ یہ جہاد کا راستہ تھا۔ سید صاحب نے اپنی تحریک کے لئے جہاد ہی کا راستہ کیوں اختیار کیا؟ اس کا جواب اس تحریک کے مداح مورخ مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

''سید صاحب کی پیدائش سے پہلے ہی اس سرزمین میں مسلمانوں کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ مغلیہ حکومت کے کھنڈروں پر جن مسلمانوں نے نئی فرماں روائیوں کی بنیاد رکھی تھی' وہ بھی یا تو مٹ چکی تھیں یا ضعف و اضمحلال کے آخری درجے پر پہنچ چکی تھیں۔ غیر مسلموں کے اقتدار کا سیلِ بے کراں ہر سمت بڑھتا چلا جا رہا تھا اور مسلمانوں کی کوئی سلطنت ایسی نہ تھی جس کی روحِ حیات میں بالیدگی کی کوئی جھلک نمایاں ہوتی۔ مسلمان دینِ حق کے بتائے ہوئے صراطِ مستقیم سے دور جا پڑے تھے۔ عقائد واعمال کی تمام خرابیاں ان پر مسلط تھیں۔ امراء ورؤسا کے پیش نظر اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ان کی خود غرضانہ کامرانیوں اور عیش پسندیوں کے لئے ضروری وسائل فراہم ہوتے جائیں۔ ان مشاغل کے انجام سے وہ بے پرواہ تھے۔ عوام میں سے بیشتر کی حالت ایسی تھی' گویا بجلی گری اور وہ ہوش وحواس کھو بیٹھے ہوں' یا خوفناک زلزلہ آیا اور وہ دہشت کے مارے بت بن کر رہ گئے ہوں۔ جنہیں کچھ احساس تھا' انہیں حرماں نصیبی کے تدارک کی کوئی تدبیر نہ سوجھتی تھی۔ مستقبل کی تاریکی کو تقدیر کا اٹل فیصلہ مان کر اس انتظار میں معطل بیٹھ گئے تھے کہ جو کچھ ہونے والا ہے' وہ اپنے وقت پر ہو کر رہے گا۔ جب سفینہ بھنور میں گھر جائے' اس کے بادبان پھٹ جائیں' لنگر ٹوٹ جائے' ناخدا ناپید ہو تو اہلِ سفینہ کے لئے بظاہر بچاؤ کی کونسی امید باقی رہ جاتی ہے؟ مسلمانوں پر یاس و ناامیدی کی یہی کیفیت طاری تھی۔

''سید صاحب سے پہلے جتنے مجاہد پیدا ہوئے' ان میں سے جنہوں نے اس دورِ زوال کی تاریکی کو روشنی سے بدلنے کی زبردست کوششیں کیں' وہ حیدر علی اور ان کے فرزند ٹیپو سلطان ہی تھے' لیکن مخالف اسباب اس افراط سے فراہم ہو گئے تھے کہ ان مجاہدوں کی کوششیں کوئی نتیجہ برآمد نہ کر سکیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ آنے والی نسلوں کے لئے عزم و ہمت اور ایثار و قربانی کی دو عظیم شمعیں روشن ہوئیں۔''

تین راستے

سید احمد کے سامنے مختلف راستوں کا ذکر کرتے ہوئے مولانا مہر لکھتے ہیں:

''یاس و ناامیدی کی اس تیرگی میں سید صاحب نے ہوش کی آنکھ کھولی تو ان کے سامنے عمل کے تین راستے تھے:

(1) حق کو چھوڑ کر باطل سے رشتہ جوڑ لیا جائے۔

(2) حق کو چھوڑا نہ جائے اور اس سلسلے میں جو مصیبتیں پیش آئیں' انہیں صبر واستقامت سے برداشت کیا جائے۔

(3) باطل کا مقابلہ مردانہ وار کر کے ایسی صورت حالت پیدا کرنے کی سعی کی جائے کہ حق کے لئے غلبۂ عام کی فضا آراستہ ہو جائے۔

پہلا راستہ زندگی نہیں' موت کا راستہ تھا۔ دوسرے کا نتیجہ یہ ہو سکتا تھا کہ آہستہ آہستہ سسک سسک کر اور تڑپ تڑپ کر جان دے دی جائے۔ صرف تیسرا راستہ غیرت و حمیت اور ہمت وعزیمت کا راستہ تھا۔ سید صاحب کو خدا نے غیرت وعزیمت کی دولت بہ درجۂ وافر عطا کی تھی۔ انہوں

نے آخری راستے ہی کو اپنے لئے زیبا سمجھا' اسی کو اختیار کیا۔ یہی ان کے وعظ و تلقین کا وفور تھا اور اسی کو ان کی دعوت و تبلیغ کا نصب العین سمجھنا چاہئے۔

''سید صاحب کے نزدیک مسلمانوں کی تمام تر مصیبتوں کی علت العلل یہ تھی کہ وہ اسلام کے صراط مستقیم سے منحرف ہو چکے تھے۔ ان میں خدا کے دین کی سربلندی کے لئے کوئی تڑپ اور کوئی بے تابی باقی نہ رہی تھی' وہ روح جہاد سے خالی ہو چکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سید صاحب نے سیاسی عظمت و برتری کو اپنا نصب العین نہ بنایا' صرف تجدید و احیائے اسلامیت پر اپنی دعوت کی بنیاد رکھی۔ وہ مدعیانِ اسلام کو سچے مسلمان بنانا چاہتے تھے اور ان میں خدمتِ دین اور تکمیل مقاصد اسلام کی سچی لو لگانے کے خواہاں تھے۔

''دورِ اوّل میں مسلمانوں کو جو عالمگیر برتری حاصل ہوئی تھی' وہ صرف خدمتِ دین کا ایک ثمرہ تھی۔ جن چیزوں کو ہم آج کل اسبابِ قوت سمجھنے کے عادی ہیں' ان میں سے کونسی چیز دورِ اول کے مسلمانوں کو حاصل تھی' لیکن اسلامیت کے لئے جذبۂ جہاد نے ان میں استحکام و استقامت کی وہ روح پیدا کر دی تھی کہ قوت جابرانہ کی مالک پُرشکوہ سلطنتیں اسبابِ حرب و ضرب کی ہولناک فراوانیوں کے ساتھ مسلمانوں سے ٹکرائیں اور مٹی کے کھلونوں کی طرح یوں ریزہ ریزہ ہو گئیں کہ زمانے کو ان کے ٹکڑوں کا سراغ بھی نہ مل سکا۔ سید صاحب اسی عہدِ مسعود کی برکات زندہ کرنا چاہتے تھے۔ تجدید و احیائے اسلامیت کا یہ مقام رفیع بہت کم کوش نصیبوں کو حاصل ہوا ہے اور اس کے لئے بے باکانہ قربانیاں بہت کم خوش بختوں کے حصے میں آئیں۔''

مسلمانانِ ہند کی پہلی عوامی تحریک

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ہندوستان میں سب سے پہلے عوامی تحریک انیسویں صدی کے پہلے وسط میں ابھری اور پہلی دفعہ عوام ہندوستان کی سیاست میں براہ راست دخیل ہوئے۔ یہ تحریک سید احمد کی تحریک ہی تھی۔ یہی وہ تحریک تھی جو شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز کے فکری پرچم تلے منظم ہوئی۔ جب سید احمد اور امیر محمد خان' والئ ٹونک کے لشکر سے قطع تعلق کر کے دہلی آئے تو اسی زمانے میں شاہ عبدالعزیز کو رسولِ کریمؐ خواب میں نظر آتے ہیں اور ان کو عصا ہاتھ میں تھماتے ہیں۔ (اس بشارت کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) یہ دراصل تحریک کے نئے پروگرام کا اعلان تھا۔ اعلان یہ تھا کہ اب عوام کو منظم کیا جائے۔ عوام ہی کی تنظیم کی بنیاد پر ایک عوامی فوج منظم کی جائے اور وہ فوج وہی کام کرے جس کی توقع احمد شاہ ابدالی سے لے کر امیر محمد خان کی فوجوں سے کی جاتی رہی ہے۔ چنانچہ ہندوستان میں 1818ء کے بعد سے ایک زبردست عوامی تحریک نے جنم لیا۔ یہ ایسی تحریک تھی' جس نے پورے ہندوستان کے مسلمانوں کو متاثر اور متحرک کیا۔ اس تحریک کے ابتدائی خدوخال' عقائد کی درستی' رسوم کی اصلاح اور پوری زندگی کو خدا اور رسولؐ کے احکام پر عمل کرنے کی راہوں میں رکاوٹوں کے پہاڑ کھڑے ہوں تو سب سے پہلے ان رکاوٹوں کو دور کرنا فرض ہو جاتا ہے اور یہی رکاوٹیں تھیں جنہوں نے اس ملک کو دارالحرب بنا دیا تھا' اور شاہ عبدالعزیز اپنے فتوے کے ذریعے اس کا اعلان کر چکے تھے۔

عوامی تحریک کی تنظیم

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ سید احمد نواب امیر خان' والئ ٹونک کے لشکر سے الگ ہو کر سیدھے دہلی پہنچے اور یہاں اجمیری دروازے کے باہر ایک سرائے میں مقیم ہوئے۔ دوسرے دن اپنے مرشد شاہ عبدالعزیز سے ملنے کے لئے گئے۔ ان کی خدمت میں ایک مرید کی حیثیت سے 26 روپے بطور نذرانہ بھی پیش کئے۔ اس موقع پر شاہ صاحب نے اپنے مرید کو حکم دیا کہ وہ سرائے کی سکونت ترک کر کے مسجد اکبر آبادی میں قیام کریں۔ چنانچہ شاہ اسماعیل' مولانا عبدالحی' حافظ قطب الدین' شاہ محمد یعقوب' مولوی محمد یوسف پھلتی اور کئی دوسرے مقرر سید احمد اور ان کی ساتھیوں کا سامان لینے کے لئے سرائے گئے۔ سید احمد نے جب مسجد اکبر آبادی میں قیام کا قصد کیا تو ان کے لئے اور ان کے ساتھیوں کے لئے پانچ حجرے خالی کرائے گئے۔ سید احمد کے اسی قیام کے دوران بیعت و طریقت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اب یہ بات قرائن سے واضح ہے کہ اسی دوران میں شاہ عبدالعزیز اور ان کے رفقاء نے اس تحریک کے لئے نئے پروگرام اور نئے طریق کار کا تعین کیا اور یہ بیعت و طریقت کا سلسلہ اسی نئے طریق کار ہی کا ایک حصہ ہے۔ چنانچہ مولانا عبیداللہ سندھی تو اس سلسلے کو باقاعدہ تحریک کا حصہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''دراصل بات یہ تھی کہ امام عبدالعزیز کے آخری عہد میں ہندوستان کی اسلامی سیاست میں سخت ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنے بعد کام کرنے کے لئے اپنے لوگوں میں سے کسی میں امامت کی صلاحیت نہ دیکھی کہ اس کو آمر بنایا جائے۔ اس لئے دو بورڈ بنائے گئے۔ عسکری امور کے لئے سید احمد شہید کو امیر اور مولانا عبدالحی اور مولانا محمد اسماعیل شہید مشیر مقرر ہوئے۔ چنانچہ امام عبدالعزیز نے اپنی تمام جماعت کو حکم دیا کہ جس معاملے میں سید احمد' مولانا عبدالحی اور شاہ اسماعیل تینوں جمع ہو جائیں' اس کو امام عبدالعزیز کا حکم سمجھنا چاہئے۔ تنظیمی امور کے لئے آپ نے مولانا محمد اسحاق کو امیر اور ان کے بھائی مولانا محمد یعقوب کو ان کا مشیر مقرر کیا۔ شاہ عبدالعزیز نے ہر معاملے میں مولانا محمد اسحاق کو اپنے ساتھ رکھ کر لوگوں کو سمجھا دیا کہ ان کا حکم میرا حکم ہے۔ امام عبدالعزیز کا یہ نکتہ امام ولی اللہ کے اصول پر ٹھیک اترتا ہے۔ یہ طریق کار جس پر چل کر امام عبدالعزیز نے اس طویل عرصے میں بتدریج حزب ولی اللہی کی تنظیم کی۔ چنانچہ جب یہ تمہیدی مراحل طے ہو گئے تھے تو 1231ھ میں پہلی دفعہ سید احمد اور اُن کے بورڈ کے ارکان مولانا عبدالحی اور مولانا محمد اسماعیل کو ملک میں بیعت لینے کی غرض سے بھیجا۔ 1236ھ (1820ء) میں یہ بورڈ دوسری دفعہ جہاد کی بیعت لینے کے لئے نکلا۔ اس کے بعد ان کو سارے قافلے سمیت حج پر جانے کا حکم ملا' تا کہ انہیں اپنی قوت کی مزید تنظیم کا تجربہ حاصل ہو سکے۔''

مولانا عبیداللہ سندھی نے اپنے انداز میں جو توجیہہ کی ہے' وہ بہت حد تک درست ہے۔ اس لئے ان کے رفقاء نے ملک کے اندر مسلمانوں میں ایک عوامی تنظیم وجود میں لانے کی ان تھک کوشش کی اور بالکل اسی انداز میں قریہ قریہ اور شہر شہر گھومے' جیسے سیاسی جماعتوں کے کارکن اور زعماء گھومتے ہیں' ہر مسجد میں اور ہر چوک میں جلسہ کرتے ہیں۔ اس طرح پونے دو صدی ان علماء نے مسلمانوں کو متحرک کیا اور ان کے اضطراب اور بے چینی کو جہاد کی صورت میں بدلنے کی کوشش کی۔ (جاری ہے)

بقیہ: عالمی منظر نامہ

یادگار مرحلہ پر اس کا کہنا تھا کہ میرا کام یہ ہے کہ کولن کو لوگوں کے ساتھ صرف باتیں کرنے دوں اور ڈونلڈ یہ کہتے رہیں کہ اگر وہ نہیں سنیں گے تو میں اس کا سر پھاڑ دوں گا۔ مگر رائس اب پوری طرح رمزفیلڈ کے گروہ میں شامل ہے۔ پاول عراق جنگ کو ناگزیر قرار دینے کے باوجود الگ تھلگ ہوتے جا رہے ہیں۔ رائس کے ساتھ اس کے ذاتی تعلقات اب کیبنٹ میٹنگز کے دوران پھیکی مسکراہٹ تک باقی رہ گئے ہیں۔ بولٹن کی پینٹاگان کے اہم اہلکاروں کے ساتھ میٹنگز میں جن میں بعض اوقات رمزفیلڈ بھی شامل ہو جاتے ہیں' پاول کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ان کے منصوبہ کا اہم عنصر یہ ہے کہ ایران سے عہدہ براء ہونے میں عراق کو طبعی ''نشانِ راہ'' road map کی حیثیت حاصل ہے۔ بالآخر بش کون سا راستہ اپناتے ہیں اس کا انحصار واشنگٹن کی طرف سے کارروائی کے نظام الاوقات پر ہے۔

امریکہ میں انتخابات کا سال قریب آ رہا ہے۔ وہاں کی طاقتور اسرائیلی لابی پورا زور لگائے گی کہ اس سے پہلے ایران کا پتہ صاف کر دیا جائے اور جیسا کہ سخت گیر صیہونی یہ کہہ کر خوش ہوتے ہیں کہ ''اگلا سال یروشلم میں'' اسی نسبت سے جنگ پسند وزیر اعظم ایریل شیرون نے ''اگلا سال تہران میں اگر اللہ اور بش نے چاہا'' کہنا شروع کر رکھا ہے۔ ❁

(Courtsey: www.americanfreepress.net)

مسلمانوں پر ایک نظر اور قلب پر تین اثر

اس وقت کہیں مسلمانوں کی تعداد سن کر اور ایک جگہ ان کا کوئی مجمع دیکھ کر دل پر تین قسم کے نہایت مختلف اثر ہوتے ہیں۔ یعنی مسرت' حیرت اور حسرت' تفصیل اس اجمال کی کچھ یوں ہے:

مسرت:

اس لئے کہ الحمدللہ ایک وقت تھا کہ روئے زمین پر کلمہ گو انگلیوں پر گنے جاتے تھے اور یہ وہ تھے جو ساری دنیا کی اصلاح کو نکلے تھے اور پوری امت کہلاتے ہیں۔

﴿کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (آل عمران:109)

"تم ہو بہتر سب امتوں سے' جو بھیجی گئیں عالم میں اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو"

اور جن کو قریبی زمانہ میں زمین کا نقشہ اور قوموں کی تقدیریں بدلنی تھیں اور جنہوں نے اس تعداد پر خشکی اور تری سے دشمنی مول لے لی تھی۔

مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے تین مرتبہ مسلمانوں کو شمار کیا گیا' پہلی مردم شماری میں مسلمانوں کی تعداد 500' دوسری میں 600 اور 700 کے درمیان تھی اور تیسری مرتبہ شمار میں مسلمان ڈیڑھ ہزار تھے تو پھر اس تعداد پر مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اطمینان کی سانس لی کہ اب ہم ڈیڑھ ہزار ہو گئے ہیں اب ہمیں کیا ڈر ہے؟ ہم نے تو وہ زمانہ دیکھا ہے جب ہم اکیلے نماز پڑھتے تھے اور پھر بھی ہر طرف سے دشمنوں کا خوف لگا رہتا تھا۔

بہرحال شکر کا مقام ہے اور اللہ کا احسان ہے اور یہ احسان اس نے ایک جگہ جتایا ہے:

﴿وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (الانفال:26)

"اور یاد کرو جس وقت تم تھوڑے تھے مغلوب پڑے ہوئے ملک میں ڈرتے تھے کہ اچک لیں تم کو لوگ پھر اس نے تم کو ٹھکانا دیا اور قوت دی تم کو اپنی مدد سے اور عطا کیں تم کو پاک چیزیں تاکہ تم شکر کرو"۔

ایک نبی نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کا یہ احسان اس طرح یاد دلایا۔

﴿وَاذْكُرُوْا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ﴾

"اور یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے تو تمہیں زیادہ کر دیا"

آج صرف ایک جگہ اسلام کے مرکز سے ہزاروں میل دور مسلمان کہلانے والوں کی اتنی صورتیں نظر آ سکتی ہیں' جن سے بہت کم کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترستی تھیں اور خواب میں بھی نظر نہیں آتی تھیں اور ان کے زرق برق لباس اور بیش قیمت پوشاک کی وجہ سے نظر نہیں ٹھہرتی۔

ایک وہ وقت تھا کہ مکہ کا نازوں سے پلا امیر زادہ معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ جس وقت مکہ کی گلیوں میں نکلتا تھا' تو دو دو سو روپیہ سے کم کی پوشاک جسم پر نہ ہوتی تھی' آگے پیچھے غلام ہوتے تھے۔ جس سے رسول اللہ ﷺ کو بہت محبت تھی اور جس کے ہاتھ میں جنگ احد میں مسلمانوں کا جھنڈا تھا۔ جب احد میں شہید ہوتا ہے تو اس کے ترکہ میں اور مسلمانوں

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

کے پاس اتنا نہیں ہوتا کہ اس کو فراغت سے کفن دے سکیں۔ صرف ایک کمبل ہوتا ہے کہ جب اس سے سر چھپاتے ہیں تو پیر کھل جاتے ہیں اور پیر چھپاتے ہیں تو سر کھل جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سر چھپا دو اور پیر پر گھانس ڈال دو۔

حیرت:

اور ایسی حیرت کہ عقل کام نہیں کرتی اور سکتہ طاری ہو جاتا ہے کہ ان شتربانوں اور خانہ بدوشوں کی کیا کایا پلٹ ہوئی کہ پلک جھپکتے ہی شتربان سے جہاں بان بن گئے' قیصر وکسریٰ کے تاج پیروں تلے روندے' زمین کا جغرافیہ بدل دیا' دنیا کی تاریخ بدل دی' دنیا بدل دی' پھر دیکھتے دیکھتے ایسی کایا پلٹ ہوئی کہ جہاں سے چلے تھے اس سے بھی پیچھے ہٹ گئے' وہ کیا چیز تھی جو آئی اور گئی؟ حیرت اس کی ہے کہ جب وہ مٹھی بھر تھے' ایک گھر بھر بھی نہیں تھے تو بحر و بر پر چھائے ہوئے تھے' ہوا کی طرح کوئی جگہ ان سے خالی نہیں تھی اور جب مور و ملخ کی طرح ہوئے تو ان کا نشان نہیں ملتا۔ سب سے بڑھ کر حیرت اس کی ہے کہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ مسلمان کہلاتے تھے اور یہ بھی کم سے کم مسلمان کہلاتے ہیں۔ حیرت ہے کہ کیا یہ مجمع جو دنیا میں سب سے زیادہ بے فکر و مطمئن نظر آتا ہے' فکر و تردد اس سے کوسوں دور معلوم ہوتا ہے۔ جس کو بظاہر دنیا کے ہر کام سے فراغت ہو چکی ہے یہی حقیقتاً دنیا کی سب سے بڑی گرانبار' ذمہ دار اور مصروف قوم ہے جو روئے زمین سے برائی اور بداخلاقی دور کرنے اور گناہ اور ظلم مٹانے' نیکی کی اشاعت' مظلوموں کی حمایت اور امن کی حفاظت کے لئے بھیجی گئی ہے؟ کیا یہ اپنا کام ختم کر چکے؟ کیا دنیا سے برائیاں اور بداخلاقیاں دور ہو چکیں؟ کیا اب کسی پر اور خود اس پر ظلم نہیں ہوتا؟

کیا اسی کے حقیقی بھائیوں کے ساتھ مراکش' الجزائر' تیونس' طرابلس' بخارا اور سمرقند وغیرہ میں جانوروں سے بدتر سلوک نہیں کیا گیا ہے؟ دشمنوں کو ان کی حالت پر رحم آ رہا ہے اور سوچنے والوں کی نیند اچاٹ ہو جاتی ہے اور کھانے پینے میں مزا نہیں آتا' کیا ان کو اس کی خبر نہیں یا اثر نہیں؟ دونوں حد درجہ حیرت ناک ہیں۔ کیا جن کے چہروں پر فاتحانہ مسرت' لبوں پر کامرانی کی مسکراہٹ' آنکھوں میں شادمانی کی چمک ہے' دنیا کی وہی سب سے بڑی مصیبت زدہ اور بدبخت قوم ہے جس پر روز بروز زمین تنگ ہوتی جا رہی ہے۔ جس کے ہاتھ سے وہ ملک نکل گئے جو دل کے ٹکروں اور اولاد سے بڑھ کر تھے۔ جن کے ایک بالشت زمین کی قیمت مسلمانوں نے خالد اور ابوعبیدہ' سعد و معاذ رضی اللہ عنہم' طارق و محمد بن قاسم' نورالدین و صلاح الدین کی جان اور خون سے ادا کی گئی تھی۔ ان میں ہر ایک اس وقت کے کل مسلمانوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ کاش! کہ ان میں ایک ہی ہوتا اور آج کا میں ایک بھی نہ ہوتا۔

کیا یہ وہی قوم ہے جن کی عزتیں' جن کی آبرو' جن کے نبی کا ناموس اور جن کے شعائر دینی کسی وقت محفوظ نہیں؟ جن کی زندگی اور موت و قلب' دماغ اور اولاد بھی دوسروں کے ہاتھوں میں رہ چکی ہو یا ہو۔

کیا یہ وجیہہ چہرے' یہ شاندار' باوقار صورتیں' یہ بارعب جسم وہی ہیں جو تجربہ کار دشمن و دوست کی نظر میں حقیر' بے وقار و بے رعب ہیں؟

﴿وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ﴾ (المنافقون)

"اور جب تم ان کو دیکھو گے' ان کے جسم بڑے بھلے معلوم ہوں گے اور جب یہ کچھ کہنے لگیں گے تو تم کان لگا کر سننے لگو گے (لیکن ان کی حقیقت کیا ہے) گویا کہ یہ ٹیک لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں' ہر آواز کو اپنے خلاف ہی سمجھتے ہیں۔"

اور یہ کیا جو کاندھے سے کاندھا ملائے' پہلو بہ پہلو کھڑے ہیں' یہاں اور یہاں سے باہر عدالتوں میں اور عدالتوں سے باہر دشمنوں کی طرح لڑ چکے ہیں اور لڑتے

رہتے ہیں۔ یہ کاندھے سے کاندھا' پہلو سے پہلو ملائے ہوئے ہیں۔ لیکن ان کے دل بالکل الگ الگ ہیں۔

﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى﴾

''تم ان کو اکٹھا سمجھتے ہو' حالانکہ ان کے دل علیحدہ ہیں''۔

کیا وہ قوم قیامت تک کبھی مسرور و مطمئن ہو سکتی ہے جس کی تاریخ میں ایک مرتبہ بھی اسپین کا واقعہ ہو چکا ہو اور جس کے بعد اور دوسرے ممالک بھی اسپین بن چکے ہوں؟

کیا وہ قوم اطمینان کی سانس لے سکتی ہے جو اپنے نبی کی وصیت اَخْرِجُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو) پوری نہ کر سکتی ہو؟

کیا وہ قوم جس کے اوقاف و املاک' مساجد اور مآثر و مشاہد' خانقاہوں اور دوسری دینی اور قومی یادگاروں پر دوسروں کا قبضہ ہو' اپنے کو کچھ بااختیار سمجھ سکتی ہے؟

حسرت:

جتنا علم ہوتا جا رہا ہے اتنے ہی آنکھوں سے پردے اٹھتے جاتے ہیں اور دل کی حالت بدلتی جاتی ہے۔ اکثر اطمینان کے بجائے حیرت اور مسرت کے بجائے حسرت ہوتی ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے:

((لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا))

اگر تم ہو جانتے جو میں جانتا ہوں تو تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔''

آپ جب دیکھتے ہیں کہ ایک ضعیف پیر مرد کے جوان توانا و تندرست بیٹے اور پوتے ہیں تو آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑھاپے میں اس کا سہارا اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں' ان کو دیکھ کر اس کا دل باغ باغ ہو جاتا ہوگا کہ جو باغ میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا وہ میری زندگی میں پھل پھول رہا ہے' ایسے اقبال مند تھوڑے ہوتے ہیں۔ ان کی مٹی ٹھکانے لگے گی مگر جب وہ پیر مرد ان کو دیکھتا ہے تو دل پکڑ کر رہ جاتا ہے کہ ان میں سے ایک بھی مرتے ہوئے میرے حلق میں پانی ٹپکانے کا روادار نہیں وہ کہتا ہے کہ کاش! کہ یہ نہ ہوتے تو یہ حسرت تو نہ ہوتی کہ ہو کر بھی میرے نہیں۔

یہی حالت اس وقت ہماری ہے' اسلام جب اپنی اولاد پر نظر ڈالتا ہے تو کہتا ہے ''بہت ہیں اگر کام کے ہوتے تو ان سے بہت کم بھی کافی تھے' یہ سب میرے ہی نام سے پکارے جاتے ہیں اور میرے ہی کہلاتے ہیں لیکن ان میں سے میرے کام کے تھوڑے ہیں'' خدا کا شکر ہے کہ آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ عیب چھپے ہوئے ہیں' اگر پردہ اٹھ جائے تو آنکھیں دیکھیں کہ کمزوریوں کا' نقائص کا' عیوب کا اور گناہوں کا بازار اور میلہ لگا ہوا ہے اور ان زرق برق لباسوں میں بہت سے جانور اور درندے ہیں۔

لیکن اگر ہماری آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے تو عالم الغیب تو دیکھ رہا ہے۔ وہ صورتیں نہیں دیکھتا' نام نہیں پوچھتا' وہ دل اور عمل دیکھتا ہے' اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا' بلکہ تمہارے دل اور اعمال دیکھتا ہے) وہ دیکھ رہا ہے کہ یہ انسان نہیں انسانوں کا کوڑا کرکٹ ہیں۔ جن میں دانے اور کام کے موتی بہت تھوڑے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم پر قومیں اس طرح اکٹھا ہو جائیں گی جس طرح کھانے والے لگن پر' لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہماری تعداد کی کمی کی وجہ سے؟ فرمایا نہیں۔ تم بہت ہو گے لیکن تمہارا رعب ان کے دلوں سے اٹھ جائے گا۔ تم سیلاب کے کوڑے کرکٹ کی طرح ہو جاؤ گے۔

(۱) ان میں سے بیسیوں وہ لوگ ہیں جو کلمہ کے معنی نہیں جانتے اور شرک و توحید و رسالت کے متعلق سرے سے ان کا کوئی عقیدہ ہی نہیں' ایسے بھی ہیں جن کو کلمہ بھی یاد نہیں' ایسے کثرت سے ہیں جن کے دل میں توحید پوری طرح سے نہیں اتری نہ شرک سے ان کو کوئی نفرت ہے' ایسے بھی کچھ کم نہیں کہ قرآن مجید کے مطابق صریح شرک و بت پرستی میں مبتلا ہیں۔

(۲) ایسے سینکڑوں ہیں جو اسلام کو بالکل نہیں سمجھتے نہ کبھی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کو اسلام یا اسلامی نام گھر کے سامان اور روایات کے ساتھ باپ دادا کے ترکہ میں ملا ہے۔ اس کے متعلق ان کو اور کوئی علم نہیں' وہ نہیں جانتے اللہ ان سے کیا چاہتا ہے؟ اسلام کے کیا حقوق اور شرائط ہیں؟ اسلام نے ان کی زندگی میں کوئی درستی یا فرق کیا یا نہیں؟

(۳) ایسے بہت ہیں جن کی زندگی اور موت کسی طرح بھی اسلامی نہیں' اور ان کے رسم و رواج' شادی غمی' تمدن و معاشرت' وضع قطع' نشست و برخاست' معاملات و تعلقات کسی سے بھی کوئی ان کو مسلمان نہیں سمجھ سکتا۔

(۴) ایسے اکثر ہیں جو کسی معنی میں اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی امت کے لئے مفید نہیں اور ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

(۵) ایسے بہت ہیں کہ ان سے اسلام کے نام اور اس کی شہرت و عزت و کامیابی کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ ان کو دیکھ کر اور ان کے ساتھ رہ کر لوگ اسلام سے بدعقیدہ اور کبھی مرتد ہو جاتے ہیں۔

(۶) بہت سے ایسے ہیں جن کو اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے اسلامی شعائر اور مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کے لئے مفت اور بہت تھوڑی قیمت پر ہر وقت استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(۷) ایسے بہت زیادہ ہیں جن کو اسلام کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں' ان کو ان کی مشکلات و ضروریات کا کوئی غم نہیں وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ مسلمان کہاں کہاں بستے ہیں اور ان کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟

(۸) ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ مسلمان کہلانے سے شرماتے ہیں اور مذہب پر ہنستے ہیں۔

(۹) ایسے بہت سے ہیں جو اپنی اور مسلمانوں کی حالت پر قانع ہیں۔ انہیں اسلام اور مسلمانوں کی عزت اور ترقی کے دیکھنے کا کہیں کوئی شوق اور ارمان نہیں ہوتا اور نہ ذلت سے کوئی تکلیف ہوتی ہے' ان کو یہ چیز کوئی غیر معمولی نہیں معلوم ہوتی۔ بہت سے ایسے ہیں کہ خود اپنی نظر میں ان کی کوئی عزت نہیں' وہ اپنی قیمت نہیں جانتے' اپنی تاریخ' اپنے ماضی' اپنے اسلاف اور بزرگوں سے بالکل ناواقف ہیں وہ کسی وقت ان پر فخر اور اپنے اسلام پر شکر نہیں کرتے اور نہ ان کو ان کی پیروی کا شوق ہے اور نہ کھوئی ہوئی چیزوں کا افسوس' ان کے سامنے اسلام کا کوئی اصلی نمونہ اور اس کا کوئی بلند تخیل نہیں۔ اس لئے وہ پست' دل شکستہ اور مایوس ہیں۔

(۱۰) اکثر ایسے ہیں جو محض دیکھا دیکھی اور رسمی مسلمان ہیں۔ اس لئے نہ ان کو اسلام کا علم ہے نہ اس پر فخر و شکر ہے نہ اس میں ان کو کوئی لطف ہے اور نہ ان کے اخلاق و اعمال پر اس کا نور و برکت و اثر ہے۔

بتائیے کہ ایسے مجمع کو دیکھ کر کیا خوشی ہو' حقیقت میں آج کل جہاں مسلمان جمع ہو جائیں' وہاں عقائد و مذہب کا عجائب خانہ' دینی اور کامرانی امراض کا بیمار خانہ اور عیوب کا بازار لگ جاتا ہے۔ مگر

یہ رونے کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

ضرورت رشتہ

بیٹی 25 سالہ ایم ایس سی (کمپیوٹر سائنس) کنواری' قد پانچ فٹ کے لئے نیک' کنوارے اور برسرروزگار نوجوان کا رشتہ مطلوب ہے۔ رابطہ: 0300-8425011

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

عالمی جنگ دور نہیں!

تحریر: گورڈن تھامس' (اخذ و ترجمہ: سردار اعوان)

امریکی اہل کار ''دہشت کی جنگ'' (Terror war) ایران اور اس کے آگے لے جانے پر تبادلۂ خیال کر رہے ہیں ۔ واشنگٹن کے سرکردہ جنگ پسندوں کا کویت میں حالیہ خفیہ' خاموش اجلاس اس جانب اشارہ ہے کہ اگلا ہدف ایران ہوسکتا ہے۔

دو ہفتے قبل سیکرٹری دفاع کے ایک ماتحت نے کویت کے شاہی خاندان کے ایک شہزادہ کو فون کیا اور پوچھا کہ کمپلیکس خالی ہے۔ شہزادہ کو پہلے سے اس کا اندازہ تھا کہ واشنگٹن کو خفیہ اجلاس کے لئے اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے چنانچہ اگلے روز کویت کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر ایک ہرکولیس ٹرانسپورٹ طیارہ اترا جس میں سے ڈرل شرٹس اور جینز میں ملبوس زرد رو' ادھیڑ عمر افراد کا ایک گروہ برآمد ہوا جنہوں نے لیپ ٹاپس اور بھاری بریف کیس اٹھا رکھے تھے ایک عام آدمی کے لئے اس گروہ کی آمد بعد از جنگ عراق کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے مگر یہ لوگ اگلی جنگ۔ جس کا ہدف ایران ہے' کی تیاری کرنے آئے ہیں۔ انہوں نے اپنی جائے قیام پر' جس کی حفاظت پر امریکی فوج مامور تھی' پہنچ کر ایک گھنٹہ کے اندر اندر ایران کے نقشے ان لوڈ کئے' اس علاقے کے کمپیوٹر کے تیار کردہ خاکے ڈاؤن لوڈ کئے اور "target Iran" سکیم کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

واشنگٹن کے ساتھ رسل و رسائل کا مضبوط سلسلہ پہلے ہی موجود ہے۔ جن میں سے ایک سی آئی اے اور دوسرا پینٹاگان کے ساتھ ہے۔ ان لائنوں کے ذریعہ کویتی ٹاسک فورس کو ایران کے اندر سے تازہ ترین خفیہ معلومات ملنے لگیں گی' جن کا ایک بڑا حصہ اسرائیل یعنی موساد کے ذریعے حاصل ہوگا جس کے ایران کے اندر گہرے روابط ہیں۔ اس کا پورا اہتمام کیا گیا ہے کہ شاہی کمپلیکس میں "target iran" کے نام سے جو منصوبہ تیار کیا جارہا ہے اس میں کسی قسم کی کمی نہ رہے۔ جن لوگوں کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے وہ اگلی جنگ کے لئے پینٹاگان کا تھنک ٹینک ہے۔

یہ ''اعتدال پسند'' دانش وروں کی نئی نسل "neo-cons" میں سے ہیں جو بش انتظامیہ کو پہلے سے بھی زیادہ جارحانہ انداز میں تنہا آگے دھکیلنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ واشنگٹن میں انہیں انڈر سیکرٹری برائے آرمز کنٹرول' جان بولٹن جیسے سخت گیر کی سربراہی حاصل ہے۔ "neo-cons" کے کویت پہنچتے ہی رمزفیلڈ کے سیاسی ہمزاد بولٹن نے ایران سے جوہری خطرہ کے بارے میں بیان داغ دیا۔ یہ بات انہوں نے واشنگٹن میں امریکہ اسرائیل سرکاری امور سے متعلق کمیٹی کی سالانہ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہی۔ ان کا کہنا تھا کہ جونہی ہم عراق سے فارغ ہوں گے۔ ہمیں جوہری خطرات کا مقابلہ کرنا ہوگا' صدام کے بعد ایران کا جوہری پروگرام بھی ہمارے لئے اتنا ہی اہم ہے جتنا ہمیں شمالی کوریا سے خطرہ لاحق ہے۔ سامعین نے' جن میں اکثریت اسرائیل نواز طبقہ کی تھی' ان باتوں کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ عراق کے بعد ایران ان کے دل کی آواز تھی۔

بش انتظامیہ میں بولٹن کو ڈپٹی سیکرٹری آف ڈیفنس Paul Wolfwitz اور انڈر سیکرٹری آف ڈیفنس فار پالیسی Donglas feith جیسی با اثر شخصیات کے نمائندہ Front man کی حیثیت حاصل ہے۔ رمزفیلڈ کے بعد پینٹاگان میں یہ اعلیٰ ترین اہلکار شمار ہوتے ہیں۔ اس گروہ کے دیگر ارکان Lewis Libby' چیف آف سٹاف ٹو وائس پریذیڈنٹ ڈک چینی اور نیشنل سیکورٹی کونسل میں مشرق وسطیٰ پالیسی کے انچارج Elliot Abrams ہیں۔ یہ سب کے سب اسرائیل کے حمایتی اور بش کی ''تنومند جمہوریت'' "muscular democracy" کی وکالت کرنے والے ہیں جس کا مقصد امریکی ''دشمنوں'' پر سامنے سے وار کرنا ہے۔

CIA کے سابق ڈائریکٹر جیمز ولزے James Woolsy نے لاس انجلز میں حال ہی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عراق پر چڑھائی تیسری عالمی جنگ کا محض آغاز ہے جو کئی عشروں پر محیط ہو سکتی ہے۔

neo-cons جو کویت میں قلعہ بند ہیں اپنے ہمراہ اہداف کی ایک فہرست لائے ہیں جس میں پاکستان' لیبیا' سعودی عرب' برما' کیوبا' شمالی کوریا اور بالآخر چین شامل ہیں۔ ان کے بریف کیسوں میں ایک خاکہ ہے جو شروع سے آخر تک مقاصد کی نشاندہی کرتا ہے۔ اسے CIA کے ڈائریکٹر جارج ٹینٹ George Tenet نے بش کو بحیثیت مجموعی پوری عالمی حکمت عملی سمجھانے کے لئے تیار کیا تھا۔ اس میں بتایا گیا کہ 2015ء تک چین ایسے کئی میزائل تیار کرلے گا جن کے ذریعہ امریکہ پر جوہری حملہ کرنا ممکن ہوگا۔

ایران پر حملہ کی تیاری کے لئے' جس کا 2004ء کے شروع میں امکان ہے' ماہرین کی ٹیم کویت کے ہالیڈے کمپلیکس میں مصروف کار ہے۔ انہیں بتادیا گیا ہے کہ سال سے بھی کم اس عرصہ میں ایران پر حملے کا منصوبہ آخری شکل میں تیار کرلیا جائے۔ ایران پر حملہ کے لئے ویسا ہی بے رحم اور تباہی پھیلانے والا طریقہ اپنایا جائے گا جس کا مظاہرہ عراق میں دیکھنے میں آیا ہے۔

پینٹاگان نے عراق میں ان ہوائی اڈوں کی پہلے ہی نشاندہی کردی ہے جو ایران پر حملہ میں استعمال کئے جائیں گے۔ افغانستان میں امریکی اڈوں پر دنیا کی سب سے طاقتور ہوائی فوج موجود ہے جسے زمینی قبضہ جمانے کے لئے بخوبی استعمال میں لایا جاسکتا ہے اسے گلف میں موجود طیارہ بردار جہازوں اور میزائل داغنے والے بحری جہازوں کی مدد حاصل ہوگی۔ شمال سے حملوں کے لئے ترکی کو اڈے دینے پر مجبور کیا جائے گا۔ neo-cons کا خیال ہے کہ ایران پر دگنی رفتار سے حملہ کیا جائے گا اور عراق کے مقابلہ میں بہت کم وقت میں اسے ڈھیر کردیا جائے گا۔ ویسے بھی ایران عراق کی نسبت بہت کمزور ہے اس کے پاس امریکی F-18 یا ٹینک شکن سے بچاؤ کے لئے کچھ نہیں' نہ ہی بری فوج جدید تکنیکی جنگ لڑنے کے قابل ہے۔

neo-cons کہتے ہیں کہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے تجربہ کار سیاست کاروں کی باتوں پر کان دھرنے کی ضرورت نہیں۔ سیکرٹری آف سٹیٹ کولن پاول Colin powell کے دو مشیروں نے انہیں لکھا تھا کہ بولٹن اور ان کے گروہ کی پالیسیوں کے سبب پوری دنیا میں کشیدگی کا عالم ہے۔ اس کی ایک نقل قومی سلامتی کی مشیر کنڈولیزا رائس Condoleegzza Rice کو فیکس کی گئی۔ جو شاید انہیں متاثر کن محسوس نہیں ہوئی ہوگی۔ وہ بش کے انتہائی قریب' ایک غیر لچکدار' نرم گفتار خاتون جسے امریکی عسکری قوت کے نقشہ نگاروں کی آواز سمجھا جاتا ہے۔ بش انتظامیہ کے ابتدائی دور میں اس نے رمزفیلڈ اور پاول کے درمیان پرامن تعلقات قائم رکھنے کا فریضہ انجام دیا۔ ایک

(باقی صفحہ 11 پر)

مقابل ہے آئینہ

مسئلہ سائن بورڈز پر خواتین کی تصاویر کا

تحریر : انجینئر نوید احمد

صوبۂ سرحد میں بعض جوشیلے نوجوانوں نے ایسے سائن بورڈ توڑ دیئے جن پر خواتین کی تصاویر تھیں۔ کئی دیگر شہروں میں سائن بورڈز پر خواتین کی تصاویر پر رنگ پھیر دیا گیا۔ کراچی کی شہری حکومت سائن بورڈز کے حوالے سے ایسا قانون اور ضابطۂ اخلاق نافذ کر رہی ہے جس کے تحت سائن بورڈز پر خواتین کی تصاویر پیش نہیں کی جاسکیں گی۔ ان حالات میں سائن بورڈز پر خواتین کی تصاویر کے حوالے سے ایک بحث شروع ہو چکی ہے۔ آیئے یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ سائن بورڈز پر خواتین کی تصاویر کے حوالے سے شریعتِ اسلامی سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے۔

جہاں تک صرف تصویر ہی کی شرعی حیثیت کا تعلق ہے تو ہمارے ہاں ایک مکتبۂ فکر ہر جاندار کی تصویر کو ناجائز قرار دیا ہے۔ البتہ ایک دوسرا مکتبۂ فکر جو ضرورت اور کسی دنیوی و دینی افادیت کے لئے جانداروں کی تصویروں کو جائز سمجھتا ہے۔ اسی طرح ایک اختلاف خواتین کے چہرے کے پردے کے حوالے سے بھی ہے۔ تقریباً تمام قابلِ ذکر مفسرینِ قران اور کئی فقہاء سورۂ احزاب کی آیت 59 کو ایک خاتون کے چہرے کے پردے کے لئے دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں لیکن کئی دانشور اور مفکرین عورت کے چہرے کے پردے کے قائل نہیں ہیں۔ اس تحریر کے مخاطب ایسے حضرات و خواتین ہیں جو تصاویر کو ناجائز نہیں سمجھتے اور نہ ہی عورت کے چہرے کے پردے کے قائل ہیں۔ ان کو چند ایسے نکات پر ہمدردانہ غور و فکر کی دعوت دی جاتی ہے جن پر ہمارے تمام مکاتبِ فکر کا اتفاق ہو۔

1۔ سورۂ نور کی آیت 19 میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو دنیا و آخرت میں دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے جو کسی مسلم معاشرے میں بے حیائی کی اشاعت کرتے ہیں۔ اس آیت کی روشنی میں ہمیں سائن بورڈز اور ہر قسم کے اشتہارات میں ایسے عنصر کو ختم کر دینا چاہئے جس سے سفلی جذبات مشتعل ہوں۔ ایسی تصاویر جن میں خواتین کو مسکراتے ہوئے' اپنے جسم کی نمائش کرتے ہوئے' دوڑتے ہوئے' بستر پر لیٹے ہوئے' ناچتے ہوئے' کسی مرد کی بانہوں میں جھولتے ہوئے' کسی مرد کے ساتھ چپکے ہوئے دکھایا جائے شرم و حیا کے منافی ہے۔

2۔ سورۂ نور کی آیات 30 اور 31 میں فرمایا گیا کہ مرد اور خواتین اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ نکاح کے علاوہ جنسی لذت کے حصول کی کوشش نہ کی جائے اور اس کا مفہوم یہ بھی ہے کہ ایسا ساتر لباس پہنا جائے جس سے انسان کا ستر چھپ جائے۔ مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک جسمانی حصہ ہے جبکہ عورت کا ستر چہرے' ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ پورا جسم ہے۔ اس ہدایت کی روشنی میں مردوں کو نیکر پہنے ہوئے سائن بورڈز پر دکھانا یا خواتین کی ایسی تصاویر آویزاں کرنا جس سے ان کا ستر ظاہر رہا ہو جائز نہیں۔

3۔ سورۂ نور کی آیت 31 میں خواتین کو ہدایت دی گئی کہ وہ اپنے خمار (اوڑھنیاں) اپنے سینوں پر ڈال کر سینے کے ابھار کو چھپا لیں۔ گویا خواتین کے لئے سینے پر اضافی کپڑا ڈالنا ضروری ہے۔ ایسی تصاویر جن میں خواتین کے سینے کے ابھار نمایاں ہو رہے ہیں قرآن کی اس ہدایت کی رُو سے ناجائز ہیں۔

4۔ سورۂ نور کی آیت 31 میں خواتین کو ہدایت دی گئی کہ اپنے زیب و زینت کا اظہار شوہر اور محرم مردوں کے سوا کسی کے سامنے نہ کریں۔ اس آیت کی روشنی میں خواتین کی ایسی تصاویر سائن بورڈز پر پیش کرنا جائز نہیں جس میں وہ اپنے میک اپ یا زیورات یا لباس کی نمائش کر رہی ہوں۔

5۔ سورۂ احزاب کی آیت 59 میں تمام مسلمان خواتین کو حکم دیا گیا کہ جب گھر سے باہر نکلیں تو ایک بڑی سی چادر (جلباب) اپنے اوپر ڈال لیں۔ اب اگر خواتین کی تصاویر سائن بورڈز پر دکھانا ضروری ہی ہے تو خواتین کو بڑی اور ڈھیلی چادر میں لپٹا ہوا دکھانا چاہئے۔

مذکورہ بالا نکات پر اگر عمل کیا جائے تو اس بات پر سب اتفاق کریں گے کہ سائن بورڈ یا کسی اشتہار میں تجارتی مقاصد کے لئے خواتین کو دکھانا قطعاً مفید نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ کچھ مفاد پرستوں نے اپنے معاشی مفادات کے لئے خواتین کے تقدس و وقار کو پامال کر کے انہیں اشتہاری کھلونا بنا دیا ہے۔

صوبۂ سرحد میں خواتین کی تصاویر والے سائن بورڈز توڑنے پر ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا گیا۔ صوبہ کے چیف سیکرٹری اور آئی جی کو تبدیل کر دیا گیا' وزیرِ اعلیٰ کو حکم دیا گیا کہ سائن بورڈز دوبارہ آویزاں کئے جائیں اور سائن بورڈز پر خواتین کی تصاویر ختم کرنے سے ملک کا تشخص تبدیل ہونے کی دُھائی دی جا رہی ہے۔ لیکن ذرا غور کریں کہ اسی ملک میں ایسے کئی واقعات ہوئے کہ جن میں خواتین کی اجتماعی آبرو ریزی کی گئی' خواتین کو سرِ عام برہنہ کیا گیا' انہیں بھرے بازار میں ناچنے پر مجبور کیا گیا لیکن حکومت نے اس کا کوئی نوٹس نہ لیا' نہ کوئی چیف سیکرٹری تبدیل کیا گیا اور نہ کوئی آئی جی اور نہ ہی مجرموں کو قرار واقعی سزا دی گئی۔ تصاویر کی بے حرمتی ناقابلِ برداشت اور جیتی جاگتی خواتین کے ساتھ یہ ظلم و ستم ''حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے۔''

معیاری نصابی تعلیم' پرسکون باوقار علمی ماحول' دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام

قرآن کالج
آف آرٹس اینڈ سائنس (BISE ملحق)
191۔ اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور
فون: 5833637 - 5860024

F.A (Arts Group)
F.A (General Science)
I.C.S (Maths+Stats+Comp.)
I.C.S (Maths+Phys.+Comp.)
I.Com (Banking)
I.Com (Computer)
B.A (Economics + Maths)
B.A (Other Combinations)

انٹرمیڈیٹ کلاسز میں داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 31 جولائی ہے

زیر اہتمام
مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

موقع پر تشریف لا کر کالج کی عمارت' لائبریری' کمپیوٹر لیب' کالج ہاسٹل اور شاندار ''قرآن آڈیٹوریم'' کا معائنہ بھی کیجئے۔ کالج کا تعارفی بروشر مفت اور پراسپکٹس -/30 روپے میں حاصل کیجئے۔

صدر مؤسس
ڈاکٹر اسرار احمد

پس آئینہ

3 بلین ڈالر کا پیکج

تحریر : ڈاکٹر فرخ سلیم (اخذ و ترجمہ: سید افتخار احمد)

✿ کیمپ ڈیوڈ ''یاترا'' کے تین پیغام ہیں۔

پہلا: امریکہ کی موجودہ ترجیحات دہشت گردی اور ایٹمی عدم پھیلاؤ ہیں۔ جمہوریت انتظار کرسکتی ہے۔

دوسرا: عراق سے امریکی مُردوں کی لاشوں کا متواتر امریکہ کی طرف واپسی سفر ''ایک بیگ'' روزانہ امریکی صدر بش کا سیاسی مستقبل خراب کر رہا ہے۔ اس موسم گرما کے بعد الیکشن کا موسم شروع ہو رہا ہے۔ اس لئے امریکی صدر کی اب یہ خواہش ہے کہ باہر سے مع پاکستانی بھاڑے کے سپاہی عراق میں لائے جائیں۔

تیسرا: اگر MMA (ملا ملٹری الائنس) سمجھوتہ نہیں کرتا تو اب مذبح خانہ میں ان کی باری آنی چاہئے۔

سوال یہ ہے کہ کیا صدر بش ہمارا 3 بلین ڈالر کا قرض معاف کر دے گا۔ جس طرح امریکی کہتے ہیں کہ ''بندوق کی طرف مت لپکو'' پہلی چیزیں پہلے ہونی چاہئے۔ شروع یہاں سے کریں کہ امریکی صدر یہ 3 بلین ڈالر بطور ضمانت رکھ سکتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔ مگر تمام اصل رقم تو کانگرس کے ہاتھ میں ہے اور اس طرح امریکہ اپنا بجٹ بڑھاتا ہے۔

امریکی حکومت کا مالی سال یکم اکتوبر سے 30 ستمبر تک ہوتا ہے۔ مالی سال 2005ء کا مطلب ہے یکم اکتوبر 2004ء سے 30 ستمبر 2005ء۔ بجٹ د اکاؤنٹنگ ایکٹ 1921ء ایکٹ اور امپاؤنڈمنٹ کنٹرول ایکٹ 1974ء کی رو سے صدر کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنا بجٹ فروری کے پہلے پیر یا اس سے قبل کانگرس کو پیش کرے۔ صدر کا بجٹ مالی سال 2004ء کے لئے کانگرس کو 3 فروری 2003ء کو پیش کر دیا گیا تھا۔

صدر کا بجٹ مالی سال 2005ء کے لئے فروری 2004ء کے پہلے پیر یا اس سے قبل پیش کیا جائے گا۔ اگر یہ چیز امریکہ کی خواہشات کے مطابق رہے تو صدر بش ان 3 بلین ڈالر کی سفارشات برائے پاکستان فروری 2004ء میں پیش کر سکتا ہے۔ آج اور فروری 2004ء کے درمیان ہمیں وہ تمام وعدے ان امریکی انسپکٹروں کی مکمل تسلی کی حد تک پورے کرنے ہوں گے جو بارڈر پار کی دہشت گردی، ایٹمی عدم پھیلاؤ، قبائلی علاقہ جات اور کشمیر و دیگر کاموں پر متعین ہوں گے۔

کانگرس بجٹ اور امپاؤنڈمنٹ کنٹرول ایکٹ 1974ء نے ہاؤس اور سینٹ کی بجٹ کمیٹیاں تشکیل دیں۔ بلکہ بعض اوقات وہ اس سے انحرف بھی کرتی ہے۔ پھر یہ پورے ہاؤس اور سینٹ میں زیر بحث آتا ہے۔ پھر ہاؤس اور سینٹ مختلف اختلافات یا منحرفات پر بحث مباحثہ کر کے جو نتیجہ نکالتے ہیں اسے ''کانفرنس کا فیصلہ'' کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہاؤس اور سینٹ کی تصرف کمیٹیاں اس پر بحث کرتی ہیں۔ یہاں تصرف بل اکثریت کی بنیاد پر پاس کئے جاتے ہیں۔ پورے ہاؤس اور سینٹ کے ان مراحل سے گزر کر یہ اخراجاتی بل کہلاتا ہے۔ ایک دفعہ پھر ہاؤس اور سینٹ اس کا جائزہ لیتا ہے۔ تصرف بل میں صدر کو اختیار ہے کہ وہ سب یا کسی ایک پر ویٹو کر دے یا اس پر منظوری کے دستخط کر دے۔

پس صدر بش ہمارے 3 بلین کے قرضے تو ختم نہیں کر رہا۔ اگر وہ چاہتا بھی تو ایسا نہیں کر سکتا تھا کیونکہ کیمپ ڈیوڈ کے وعدے الاٹ کرنے والی ایجنسی، مینجمنٹ و بجٹ آفس کا حصہ، کانگرس کا حصہ، ہاؤس اور سینٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی کی اجازت، مقننہ کے اجازت دینے، اور آخر میں سالانہ کانگرس کے جائزہ پر مشتمل ہیں۔ صدر اپنا بجٹ کانگرس کو پیش کرے گا اور کانگرس یکم اکتوبر 2004ء/30 ستمبر 2005ء کے عرصہ میں فنڈ مختص کرے یا نہ کرے۔ کیا امریکہ کی دلچسپی 2005ء تک قائم رہے گی؟ کیا بش 2005ء میں صدر امریکہ ہوگا؟

ہاؤس اور سینٹ کی دو سب کمیٹیاں ہیں جس کے 20 ممبر ہیں۔ جو ایشیا کے معاملات بالخصوص ہند و پاکستان کے معاملات کے لئے ہیں۔ ان میں سے 8 ممبر پکے ہندوستان کی حمایت میں ہیں۔ اب ان میں سے کون کون سے ممبروں پر مشتمل کمیٹی بنے گی؟

کیمپ ڈیوڈ ملاقات کے بعد جبکہ جنرل مشرف ابھی لاس اینجلس میں ہی تھے FBI کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر انچارج میخائیل رونلس اور امریکہ کے اٹارنی پال میکنلٹی نے الزام لگایا کہ 11 آدمی جو ابھی پاکستان گئے ہیں، نے وہاں فوجی تربیت حاصل کی ہے۔ ہندوستان کے حمایتی ممبروں نے بھی پاکستان پر گھناؤنا الزام لگایا ہے کہ اسلام آباد ابھی تک کشمیر میں جہادی تنظیم کی ترتیب کر رہا ہے جبکہ ظاہری طور پر وہ اس سے انکار کر رہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کانگرس میں مشکل سے ہی کوئی ہمارا حمایتی ہوگا۔

اب پانچ سالہ پیکیج کا جائزہ لیں۔ 3 بلین کی نصف نصف تقسیم میں آدھا معاشی یا مالی ترقیاتی فنڈ ہے اور آدھا بیرونی فوجی اخراجات کے لئے۔ 1.5 بلین ڈالر مالی اعانت میں سے ایک بلین اگر اور جب کانگرس منظور کرے قرض کی ادائیگی میں واپس امریکی خزانہ میں چلا جائے گا۔ بقیہ 500 ملین ڈالر (ایک ملین ڈالر طالبان یا القاعدہ کے ایک شخص کی قیمت) 5 سال کے عرصہ کے لئے یا 100 ملین ڈالر ایک سال کے لئے، اگر اور جب کانگرس منظور کر لے تو یہ رقم قبائلی علاقہ میں سڑکوں کی تعمیر، تعلیم، صحت، بہبودِ بچہ اور خاتمہ غربت کے لئے ہوگی۔ بیرونی فوجی امداد کے تحت تمام رقم اگر اور جب میسر ہوگی لاک ہیڈ، ریڈین، نارتھروپ، بوئینگ اور جنرل ڈائنامکس کی تجوریوں میں واپس چلی جائے گی۔

آخرکار امریکہ ایک امیر ترین جمہوریت ہے اور یہ یقیناً اس درجہ تک خیرات تقسیم کرنے سے زیادہ واپس لینے سے ہی پہنچا ہے۔ **کیا ہمارے 10 بلین ڈالر فارن ایکسچینج ریزرو کے بارے میں کسی کو یاد ہے؟ کیا یہ ہماری تمام رقم نیویارک کے فیڈرل ریزرو بنک میں جمع نہیں ہے؟** ہماری حکومت اس بات پر زور دے رہی ہے کہ 3 بلین کا پیکیج ''پاکستان کی بہبود'' کے لئے لے رہی ہے۔ جس کا ہم سب پچھلے 50 سال سے انتظار کر رہے ہیں۔ تو کیا ہم 2005ء تک اور انتظار نہیں کر سکتے؟

کیا ہم ان 10 بلین میں سے اپنی بہبود پر کچھ خرچ نہیں کر سکتے؟ ✿

(بشکریہ: نیوز، 6 جولائی 2003ء)

حماس اور اسلامی جہاد کی وارننگ

فلسطین کی جہادی تنظیموں حماس اور اسلامی جہاد کی جانب سے فلسطینی اتھارٹی کو وارننگ دی گئی ہے کہ اگر فلسطینی حکام نے ان کے ہتھیار ضبط کرنے کی کوشش کی تو وہ اسرائیل کے ساتھ جنگ بندی کے معاہدے کو ختم کر دیں گے اور نتائج کی ذمہ داری فلسطینی حکام پر عائد ہوگی۔ فلسطینی وزیر اعظم محمود عباس نے اسرائیل سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ صدر یاسر عرفات کو آزادانہ نقل و حرکت کی اجازت دے۔ ادھر فلسطین کی مزاحمتی تنظیم الاقصیٰ بریگیڈ کے حامی کارکنوں نے بڑی تعداد میں امریکی ''روڈ میپ'' کے خلاف مظاہرے کئے اور امریکہ اور اسرائیل کے خلاف نعرے لگائے۔

کتاب نما

چراغِ مہر و وفا‘ محترمہ فاطمہ جناح

سالِ مادرِ ملت کی آخری کتاب

❁ جلسے جلوس اور کتاب میں بہت فرق ہوتا ہے۔ جلسے جلوس میں رونق افروزی‘ ہنگامہ خیزی‘ شور وغوغا‘ واہ واہ‘ تالیاں‘ چائے اور سموسے ہوتے ہیں۔ کتاب میں سکون‘ سکوت‘ بردباری‘ متانت اور دانائی ہوتی ہے۔ جلسے جلوس عارضی چیز ہوتے ہیں اور ان کی اثر پذیری ہنگامے کے اعلان اختتام تک محدود لیکن کتاب کی اثر آفرینی دائمی اور لامحدود ہوتی ہے۔ جلسے جلوس برپا کرنا آسان ہوتا ہے۔ کتاب تیار کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

جونہی موجودہ حکومت نے سالِ رواں کو ’’مادرِ ملت کا سال‘‘ قرار دیا‘ نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن اور دوسرے رونق افروز اداروں نے فوری طور پر جلسوں کا پروگرام بنایا اور اس پر تیزی سے عمل شروع کر دیا۔ وفاقی وزارتِ معاشرتی بہبود و ترقی نسواں نے اعلان کر دیا کہ چودہ مختلف شعبوں میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی خواتین کو ’’مادرِ ملت ایوارڈ‘‘ دیئے جائیں گے۔ یہ کام اپنی جگہ قابل تعریف ہیں اگر چہ تاخیر سے سہی۔ ایک بار پھر اخبارات میں محترمہ فاطمہ جناح کی تصاویر اور ان کے سوانح حیات کا مختصر سا بنا بنایا سانچا اور چند قریبی احباب مثلاً نورالصباح بیگم اور ثریا خورشید صاحبہ کی یادوں پر مشتمل مضامین (جو پہلے بھی کئی بار چھپ چکے ہیں) دکھائی دینے لگے ہیں۔ ماضی کی شخصیتوں اور ان کے ذاتی کوائف کے حوالے سے ان کی قومی خدمات کا تجزیہ جو کسی نئی تحقیق اور کسی نئی کتاب ہی سے ممکن ہوسکتا ہے‘ اس کا کوئی منصوبہ ان اداروں کے پیش نظر نہیں رہا کیونکہ جلسے کرنا آسان ہوتا ہے اور کتاب تیار کرنا مشکل۔

مشکل کام کا بار پروفیسر خالد پرویز نے محسوس کیا اور ’’چراغِ مہر و وفا محترمہ فاطمہ جناح‘‘ کے عنوان سے ایک کتاب قلم بند کی جو گزشتہ ہفتے چھپ کر ہمارے پاس تبصرہ آرائی کے لئے ملتان سے پہنچی ہے۔ یہ واحد ڈھنگ کا کام ’’سالِ مادرِ ملت‘‘ کے دوران میں ہوا ہے۔ پروفیسر صاحب نے برس ہا برس جس محنت اور عرق ریزی سے مادرِ ملت کی زندگی کے واقعات‘ مہد سے لحد تک‘ دستاویزات اور معتبر اسناد کی صورت میں ورق ورق جمع کئے‘ ان کی شیرازہ بندی بڑی مہارت اور خوش اسلوبی سے کی ہے۔ بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ ’’مادرِ ملت‘‘ کی شخصیت پر اس سے پہلے اس سے زیادہ معیاری‘ تحقیقی اور مستند کتاب نہیں چھپی تھی‘ نیز یہ کہ یہ کتاب ’’سالِ مادرِ ملت‘‘ کی آخری کتاب اس اعتبار سے بھی ہے کہ اس سال کے دوران میں حکومت کے سارے ادارے مل کر بھی اس سے اچھی کتاب پیش نہ کر سکیں گے۔ ’’سالِ مادرِ ملت‘‘ کے بعد بھی اس سے اچھی کتاب لکھی نہ جاسکے گی‘ اس کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔

محترمہ فاطمہ جناح کی طفولیت‘ ان کی تعلیم‘ اپنے بھائی محمد علی جناح سے ان کی خاص موانست ان کے عظیم قومی نصب العین میں بھرپور رفاقت‘ ان کی رحلت کے بعد آمرانہ حکومتوں کے مخالفانہ سلوک کی موجودگی میں اپنے ذاتی وقار کا تحفظ‘ جمہوریت کے لئے ان کا لگاؤ‘ خواتین کی تعلیم اور ہر شعبے میں ان کی ترقی سے خصوصی دلچسپی‘ غرضیکہ زیر نظر کتاب میں محترمہ فاطمہ جناح ہماری آنکھوں کے سامنے ایک زندہ‘ فعال اور متحرک شخصیت کی صورت میں نظر آتی ہیں۔ بالکل قائداعظم کی ہو بہو تصویر‘ ویسے ہی نظریات و اصول‘ ویسی ہی عادتیں اور اطوار و اخلاق۔

کتاب کھولنے سے پہلے تین چار سوالات میرے ذہن میں تھے:

(1) 1951ء میں جب محترمہ کی ریڈیو تقریر میں نشر کے وقت گڑبڑ کی گئی۔ کیوں؟

(2) 1965ء میں جب صدارتی انتخاب میں محترمہ نے ایوب خان کو شکست دی‘ لیکن دھاندلی سے نتیجہ ایوب خان کے حق میں نکالا گیا‘ کس طرح؟

(3) 9 جولائی 1967ء کی شب کو محترمہ اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں پراسرار طور پر وفات پا گئیں۔ پراسرار کیوں؟

(4) محترمہ کو قائداعظم کے بمبئی والے مکان ’’جناح ہاؤس‘‘ کے معاوضے میں کراچی میں ’’موہٹہ پیلس‘‘ الاٹ کیا گیا تھا جو حکومت سندھ نے تقریباً 6 کروڑ روپے میں خرید لیا تھا۔ اس کا قضیہ عدالت میں اب تک کیوں چل رہا ہے؟

’’موہٹہ پیلس‘‘ کے بارے میں زیر نظر کتاب بالکل خاموش ہے۔ 1965ء کے صدارتی انتخاب میں ہمیں صرف یہ بتایا کہ ’’محترمہ فاطمہ جناح نے یہ انتخاب ہارا نہیں بلکہ ان کی ظاہری ہار میں جمہوریت اور جمہوری سوچ کی بیداری پوشیدہ تھی۔ صاحب تصنیف کو یہ بھی بتانا چاہئے تھا کہ الیکشن کے نتیجے کا اعلان آدھی رات کو ریڈیو پاکستان سے ایوب خان صاحب نے خود کیا‘ تب ان کے فرزند کیپٹن گوہر ایوب نے اہل کراچی کو مادرِ ملت کو ووٹ دینے کے جرم میں جس طرح مسلح تشدد کا نشانہ بنایا‘ اس کے نتیجے میں مہاجرین اور پٹھانوں میں آج تک عداوت چلی آ رہی ہے۔ پروفیسر صاحب کو یہ بھی بتانا چاہئے کہ اس وقت کی متحدہ حزبِ اختلاف (سی او پی) نے جس کی بار بار درخواست پر مادرِ ملت نے ایوب خان سے مقابلے کا فیصلہ کیا تھا‘ مادرِ ملت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ سی او پی نے اعلان کیا تھا کہ ایوب خان نے اپنی بنیادی جمہوریتوں (آج کے ضلعی ناظم) کے ذریعے جو زبردست انتخابی دھاندلیاں کی ہیں‘ ان کے بارے میں ’’وائٹ پیپر‘‘ شائع کیا جائے گا۔ کتاب میں اس موعودہ ’’وائٹ پیپر‘‘ اور انتخابی دھاندلیوں کا ذکر تک موجود نہیں۔ البتہ ’’مادرِ ملت‘‘ کی رحلت سے متعلق ’’قضا یا قتل؟‘‘ کے عنوان سے ایک طویل باب میں پروفیسر صاحب نے 8/جولائی کے دن شام اور سوتے وقت تک‘ محترمہ کی ایک ایک مصروفیت کا بڑی عرق ریزی اور سراغ رسانہ انداز میں جائزہ لیا ہے۔ یہ ایک ایسی رپورٹ ہے جس کی بنیاد پر اگر حکومت چاہے تو اس شبے کی تحقیق شروع کرا سکتی ہے کہ محترمہ کا انتقال طبعی حالات میں نہیں ہوا بلکہ کوئی ایسا نادیدہ ہاتھ پس پردہ نظر آتا ہوا محسوس ہوتا ہے جیسا پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کے قتل کے عقب میں نظر آتا ہے۔

چودہ ’’مادرِ ملت ایوارڈ‘‘ میں سے ایک ایوارڈ اگر کسی مرد کو بھی دیا جانا منظور ہو‘ تو یقیناً اس کتاب کے مصنف پروفیسر خالد پرویز اس کے مستحق ہیں۔ اگر وہ نہیں تو پھر اس کے ناشر ’’بیکن بکس‘‘ جنہوں نے ایک معیاری کتاب ذوق سے چھاپنے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔

قیمت: 175 روپے۔

بیکن بکس‘ گل گشت‘ ملتان (تبصرہ نگار: سید قاسم محمود)

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب

کا اہم خطاب

’’توبہ کی عظمت اور تاثیر‘‘

آڈیو اور ویڈیو سی ڈیز پر دستیاب ہے

قیمت: آڈیو سی ڈی: =/۳۰ روپے ویڈیو سی ڈی: =/۴۰ روپے

ملنے کا پتہ: **مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن**

36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-5869501

www.tanzeem.org e-mail: info@tanzeem.org

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

شب بسری زیراہتمام تنظیم اسلامی بیروٹ

تنظیم اسلامی بیروٹ کی ماہانہ شب بسری 28 جون کو بعد از نمازِ عصر شروع ہوئی جس میں کل حاضری 27 تھی جن میں 6 افراد حلقہ احباب سے تعلق رکھتے تھے۔ سب سے پہلے تنظیم کے بزرگ رفیق عبدالرحیم افتخار نے سورۃ العصر کا درس دیا۔ اس کے بعد جمیل الرحمٰن عباسی نے ایک حدیث بیان کی جبکہ محمد فیاض صاحب نے ''نظریۂ توحید کے تقاضے'' کے عنوان پر تقریر کی انہوں نے سامعین کے سامنے بڑے سادہ اسلوب میں بیان کیا کہ نظریۂ توحید کس طرح باطل نظام کی جڑوں پر تیشہ بن کر گرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سماجی سطح پر توحید کا تقاضا ہے کہ تمام انسان ایک ہی خدا کی مخلوق ہونے کی وجہ سے برابر ہیں جبکہ اسلام معاشی سطح پر ملکیت کا تصور دیتا ہے' اس کے بعد ناظم حلقہ پنجاب شمالی خالد محمود عباسی صاحب نے مولانا مودودیؒ کے کتابچہ ''مسلمان کسے کہتے ہیں؟'' کا اجتماعی مطالعہ کروایا اور دورانِ مطالعہ سوالات کے ذریعے اس مطالعے کو مذاکرے میں تبدیل کر دیا۔ نماز عشاء اور کھانے کے وقفے کے بعد نوید احمد عباسی صاحب نے ''موجودہ حالات اور امت مسلمہ'' پر تفصیلی خطاب فرمایا:

انہوں نے سورۃ الانبیاء کی ابتدائی آیات کے حوالے سے کہا ''لوگوں کا حساب قریب آرہا ہے جبکہ وہ غفلت میں اعراض کیے چلے جا رہے ہیں انہوں نے موجودہ عالمی حالات کا تجزیہ کر کے کہا کہ امت مسلمہ پر بہت سختی کا وقت آرہا ہے اور یہ اللہ کا عذاب ہے اس سے بچنے کے لئے اقامت دین کی جدوجہد اپنا جان و مال لگانا ہوگا آخر میں انہوں نے رفقاء کو مختلف آزمائشوں پر صبر کی تلقین کی اور شیطانی وساوس سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی۔

اس کے بعد تنظیم میں نئے شامل دو رفقاء توقیر احمد اور طالب حسین کا تعارف ہوا۔ نماز فجر کے بعد مقامی مسجد میں نیاز احمد عباسی نے درس قرآن دیا جس میں رفقاء کے علاوہ نمازیوں نے بھی شرکت کی۔ انہوں نے سورہ حج کی آخری آیت کے حوالے سے دینی فرائض کو واضح کیا۔ بعدازاں بیروٹ کی شوریٰ کا اجلاس ہوا جس میں آئندہ کا لائحہ عمل ترتیب دیا گیا۔ یہ پروگرام تقریباً ساڑھے چھ بجے صبح ختم ہوا۔

(رپورٹ: جمیل الرحمٰن عباسی)

تنظیم اسلامی صادق آباد کے زیراہتمام پندرہ روزہ اسلامک جنرل نالج ورکشاپ

تنظیم اسلامی صادق آباد کے رفقاء کے خصوصی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ اس سال موسم گرما کی چھٹیوں کے آغاز ہی میں میٹرک اور ایف اے کے امتحانات سے فارغ طلباء کے لئے اسلامک جنرل نالج ورکشاپ کا انعقاد کیا جائے۔ تنظیم اسلامی صادق آباد کے امیر حافظ خالد شفیع نے ورکشاپ کو کامیاب بنانے کے لئے مختلف تجاویز رفقاء کے سامنے رکھیں۔ کافی غور و خوض کے بعد ورکشاپ کو منعقد کرنے اور اسے ہر قیمت پر کامیاب بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔

صادق آباد کی تنظیم کے لئے کیونکہ ایسا پروگرام منعقد کرنے کا پہلا موقع تھا مدرسین کی کمی بھی آڑے آرہی تھی لیکن ہر کام اللہ کے فضل سے احسن طریقے سے مکمل ہوا۔ تقریباً پانچ سو اشتہارات تقسیم کئے گئے۔ اہم جگہوں پر بینرز لگوائے گئے۔

9 جون کو پہلے دن تعداد کی کمی کے خدشے کے پیشِ نظر تمام رفقاء کو بھی پابند کیا گیا۔ حافظ خالد شفیع کا افتتاحی لیکچر ہوا طلباء کی تعداد کیونکہ محدود تھی لہٰذا انہیں ریفریشمنٹ کے بعد رخصت دے دی گئی۔ رفقاء کو پھر ایک دفعہ مستعد ہونے کے لئے کہا گیا۔ 10 جون کو تنظیم کا دفتر اپنی تنگ دامانی کا رونا رو رہا تھا۔ رفقاء کو اگلے دن سے ورکشاپ میں شرکت سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا تاکہ جگہ کی تنگی نہ ہو۔

پہلا پیریڈ حافظ عرفان اقبال کا تھا جو طلباء کو تجوید' مسنون دعائیں اور نماز باترجمہ پڑھاتے تھے۔ دوسرے پیریڈ میں حافظ خالد شفیع صاحب درس قرآن (منتخب نصاب) دیا کرتے تھے۔ تیسرا پیریڈ ارکان اسلام (توحید' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ) کا تھا جو پروفیسر سجاد منصور پڑھاتے رہے۔ تیسرے پیریڈ کے بعد وقفہ اور چوتھا پیریڈ درس حدیث کا بھی پروفیسر سجاد منصور کا تھا آخری پیریڈ حافظ خالد شفیع صاحب کا تھا جو آدابِ زندگی کے بارے میں بچوں کو ہر چھوٹی بڑی بات سمجھایا کرتے اس طرح یہ پروگرام 24 جون تک ریگولر چلتا رہا۔ طلباء کی حاضری 5 سٹوڈنٹ سے لے کر 25 طلباء تک ہوگئی تھی۔ شروع شروع میں حاضری مایوس کن تھی لیکن آہستہ آہستہ تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ آخری دن تو دفتر میں گنجائش ختم ہوگئی تھی۔ بجلی کی آنکھ مچولی بھی جاری رہی۔ آخر ایک سٹوڈنٹ اپنے گھر سے جنریٹر اٹھالایا۔ جس سے یہ مسئلہ کافی حد تک کم ہوگیا۔

جنوبی پنجاب کی آخری تحصیل میں سندھ کے سنگم پر چند سرپھرے لوگ تنظیم کی شمع روشن کئے ہوئے ہیں اور اپنا پیغام گھر گھر پہنچانے کا عزم رکھتے ہیں۔ آخری دن طلباء کی بنکو پارٹی کا اہتمام تھا۔ اختتامی دعا کے بعد تنظیم کی بنیادی کتب کا ایک ایک سیٹ طلباء میں تقسیم کیا گیا۔ اس پروگرام کو کامیاب کرنے میں تنظیم اسلامی صادق آباد کے معتمد حکیم جماعت علی زاہد کا تذکرہ نہ کرنا ناانصافی ہوگی۔ تنظیم کا دفتر اسی کے کلینک میں قائم ہے۔ جس میں انہوں نے اپنے خرچ سے ایئر کنڈیشنڈ نصب کروادیا ہے اس کا بجلی کا بل بھی خود ادا کرتے ہیں۔ ان کا بیٹا نوید احمد اور ملازم محمد شفیق تنظیم کے باقاعدہ رفیق ہیں اور رفقاء کی خدمت پر ہر وقت مامور رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس اولیٰ کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین!   (سجاد منصور رفیق تنظیم' شعبہ نشرواشاعت)

حلقہ سرحد شمالی میں تفہیم دین کورس

تفہیم دین کورس کا انعقاد کسی بھی تحریک کی دعوت کو عام کرنے میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس بات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حلقہ سرحد شمالی کے زیراہتمام تیمر گرہ مرکز میں ایک سہ روزہ تفہیم دین کورس کے انعقاد کا فیصلہ ہوا 2,3,4 جون کا انتخاب کیا گیا اور نماز عصر سے مغرب یہ پروگرام رکھا گیا جس میں فرائض دینی کا جامع تصور' نبی کریم ﷺ سے ہماری تعلق کی بنیادیں اور اجتماعیت اور بیعت کی اہمیت جیسے موضوعات پر امیر حلقہ نے خطاب فرمایا۔ شدید گرمی کے باوجود کثیر تعداد میں احباب نے خوب دلجمعی سے اس پروگرام کو سنا اور مستفید ہوئے۔ ہر نشست کے اختتام پر چائے سے تواضع ہوتی رہی اور ساتھ ساتھ سوال و جواب بھی ہوتے رہے تاہم پھر بھی احباب کی خواہش پر سوال و جواب کے لئے ایک دن کا مزید اضافہ کیا گیا' لہٰذا چوتھے دن احباب کی طرف سے بڑی تعداد میں سوالات سامنے آئے جن کا امیر حلقہ نے مدلل انداز میں جوابات دیئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی کو اپنی رحمت سے قبول فرمائے۔ آمین!

(رپورٹ: شاہ وارث)

حلقہ سرحد شمالی کی ماہانہ شب بسری

خیر وشر کا عظیم ترین معرکہ جو بیت المقدس میں وقوع پذیر ہوگا۔ اس میں خراسان نہایت اہم رول ادا کرے گا خصوصاً قلب خراسان مالاکنڈ ڈویژن کی مٹی جو تمام تحریکوں کے لئے نہایت زرخیز ثابت ہوئی ہے۔ اقامتِ دین کے بھولے ہوئے سبق کو یاد دلانے کے لئے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے یخ بستہ راتوں کو بے آرام کرکے اپنی ہڈیاں کھپا دیں۔ اس جان گسل محنت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے رفقاء فراہم کئے۔ جو تمام تکلیفوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اقامتِ دین کے لئے ان کے نعرے کو کوہساروں' صحراؤں اور سنگلاخ پہاڑوں میں گونج رہے ہیں۔

اسی کاوش کے سلسلے میں مورخہ 6 جولائی کو حلقہ سرحد شمالی کے تحت تیمر گرہ میں شب بسری کا انعقاد ہوا۔ پروگرام کا آغاز حلقہ سرحد شمالی کے امیر محمد فہیم صاحب کے ابتدائی کلمات سے ہوا۔ بعد از نماز عصر راقم ''ایمان اور عمل صالح'' کے موضوع پر سامعین سے مخاطب ہوا اور فرمایا: جب ایمان کی روشنی دل میں جاگزیں ہو جائے اس کا اثر بندہ مومن کے ظاہر پر عمل صالح کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس زمین کی بڑھائی قائم کرنے اور عمل کی چوٹی سر کرنے کے لئے جہاد بہت ضروری ہے۔ جہاد کے لئے ایک جماعت بنانا ناگزیر ہے۔ جو تواصی بالحق کا جزو لاینفک ہے۔

بعد از نماز مغرب شوکت اللہ شاکر نے حقیقتِ نفاق پر نہایت مدلل اور علمی انداز میں بحث کی۔ منہ سے ایمان کا دعویٰ کرنا اور دل میں ایمان نہ ہونا نفاق کہلاتا ہے۔ منافق شخص دو

رنگ ہوتا ہے۔ منافقت کا مرض جس کو لاحق ہوتا ہے ابتداء میں جھوٹ بولتا ہے۔ پھر اپنے جھوٹ کو چھپانے کے لئے جھوٹی قسمیں کھانا شروع کرتا ہے۔ آخر میں مومنین' صادقین' سے حسد اور بغض شروع کرتے ہیں۔

بعد از نماز عشاء جناب تنظیم الحق صاحب نے نہایت خوبصورت انداز میں درسِ حدیث دیا۔ سامعین بہت تھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے لیکن ہر دلعزیز مولانا غلام اللہ خان حقانی نے نہایت دلکش اور نرالے انداز میں ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' پر بیان کر کے تھکے ہوئے سامعین میں تازگی کی لہر پیدا کی۔ آپ نے فرمایا کہ مبشرِ پاکستان علامہ محمد اقبال بجاطور پر فکر اسلامی کے مجدد تھے۔ علامہ اقبال کی شاعری کے تین حصے ہیں۔ آخری چار سالوں میں انہوں نے اسلام کے عمرانی فکر کو بامِ عروج تک پہنچایا۔ ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' میں ابلیس نے اپنے مشیروں کے ذریعے وضاحت کی کہ اس وقت پوری ابلیسی نظام کو ہم نے چار ستونوں پر کھڑا کر دیا ہے۔ ملوکیت' سیکولرازم' تقدیر اور سرمایہ داری کا جنون۔ نمازِ فجر کے بعد گل محمد کے ایمان افروز درسِ قرآن دیا۔ آخر میں امیر حلقہ نے مفید مشوروں سے رفقاء کو نوازا۔ اجتماعی دعا پر اختتام ہوا۔

(رپورٹ: حضرت نبی محسن' باجوڑ ایجنسی)

تنظیم اسلامی باغ کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی باغ کے زیر اہتمام 29 مئی بروز جمعرات مرکزی جامع مسجد باغ میں ''سیرت النبی ﷺ کے عملی پہلو اور عصری تقاضے'' کے موضوع پر جناب خالد محمود عباسی امیر تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کا خطاب ہوا جس کی صدارت مولانا سید عطاء اللہ شاہ خطیب مرکزی جامع مسجد باغ نے کی۔ قاری ملک عبدالجلیل صاحب نے سورۃ الجمعہ کی ابتدائی پانچ آیات کی تلاوت معہ ترجمہ سے پروگرام کا آغاز کیا۔

جناب خالد محمود عباسی نے خطبہ مسنونہ کے بعد سورۃ الصف کی آیات 9 اور 10 کی روشنی میں نہایت اختصار کے ساتھ انقلابِ نبویؐ کے چھ مراحل بیان کئے اور یہ باور کرایا کہ کسی بھی انقلاب کے لئے ان مراحل سے گزرنا ناگزیر ہے۔ انہوں نے سورۃ التوبہ کی آیت چوبیس کا حوالہ دیتے ہوئے دنیا کی فانی محبتوں کی بجائے اللہ' اللہ کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی۔ آخر میں مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب نے خطبۂ صدارت دیا اور دعائیہ کلمات کہے۔ پروگرام میں تقریباً 300 افراد نے شرکت کی۔

بعد نماز عصر دفتر تنظیم اسلامی باغ میں سوالات و جوابات کی نشست ہوئی۔ مغرب کی نماز کے بعد دفتر تنظیم میں ہی ''دین اور مذہب میں فرق'' کے موضوع پر امیر حلقہ شمالی پنجاب نے خطاب کیا اور اس بات پر زور دیا کہ اسلام ایک مکمل دین ہے جبکہ ہم نے اسے بطور مذہب اختیار کیا ہوا ہے۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے بطور دین پہلے خود پر' پھر اپنے ملک پر اور پھر پوری دنیا پر غالب کرنے کی کوشش کریں۔ (رپورٹ: بلال عباسی)

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

قرآن اکیڈمی کے

رجوع الی القرآن کورس (پارٹ 1)

میں داخلے کے لئے

طالبانِ قرآن سے درخواستیں مطلوب ہیں:

☆ واضح رہے کہ یہ کورس بنیادی طور پر گریجوایٹس اور پوسٹ گریجوایٹس کے لئے ترتیب دیا گیا ہے۔ پیش نظر یہ ہے کہ وہ حضرات جو کم از کم گریجوایشن کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' انہیں اس کورس کے ذریعے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے ——— تاہم بعض استثنائی صورتوں میں ایف اے کی بنیاد پر بھی اس کورس میں داخلہ لیا جا سکتا ہے۔

نصاب

۱) عربی گرامر	۲) عربی ریڈر
۳) مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب	۴) تذکیر بالقرآن (دورۂ ترجمۂ قرآن)
۵) تجوید و حفظ	۶) ترکیب قرآن مع عربی گرامر
۷) علومِ حدیث اور مطالعۂ حدیث	۸) اضافی محاضرات

☆ کورس کا آغاز ان شاء اللہ یکم ستمبر سے ہوگا اور کورس کا دورانیہ نو ماہ ہوگا۔

کورس کا تفصیلی پراسپکٹس

جس میں داخلے سے متعلق ضروری معلومات کے علاوہ کورس میں شامل مضامین کی تفصیل' طریق تدریس اور نظام الاوقات کی وضاحت بھی شامل ہے' درج ذیل پتے سے حاصل کریں:

ناظم برائے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس

36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور (فون: 03-5869501)

MUSLIM WORLD

خبرنامہ عالم اسلام

پاکستان اور اسرائیل میں خفیہ مفاہمت

روزنامہ ''جنگ'' کے خصوصی سنٹرل رپورٹنگ سیل کو ان کے قابل اعتماد سفارتی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ پاکستان اور اسرائیل کے درمیان اس امر کی غیر اعلانیہ مفاہمت گزشتہ بیس سال سے موجود ہے کہ دونوں ممالک ایک دوسرے کے ایٹمی تنصیبات کو نشانہ نہیں بنائیں گے اور نہ ہی ایک دوسرے سے براہ راست کسی تصادم میں الجھیں گے۔ ایک پاکستانی سربراہ حکومت کے خاندان کے بعض افراد نے اسرائیلی اداروں سے تجارتی تعلقات بھی قائم کر رکھے تھے۔ دونوں ملکوں کے درمیان خاموش اور خفیہ رابطے پہلی مرتبہ فیلڈ مارشل ایوب خان کے دور میں ہوئے تھے' جس کے بعد اقوام متحدہ اور بعض اہم دارالحکومتوں میں متعین دونوں ممالک کے سینئر سفارت کاروں کے درمیان میل ملاپ جاری رہا۔ اس میں سماجی مراسم بھی شامل تھے۔ اسی نوعیت کے روابط متعدد عرب اور اسلامی ملکوں نے بھی اسرائیل کے ساتھ اس پورے عرصے میں استوار رکھے ہیں۔ پاکستان نے اپنے سفیروں اور سفارت کاروں کو بھی اسرائیلی سفارت کاروں کے ساتھ رابطے رکھنے اور سماجی تعلقات قائم کرنے کی سختی سے ممانعت نہیں کی۔ پاکستان کے جنرل پرویز مشرف ان دنوں جن تین مسلم ممالک کے دورے پر ہیں' ان میں سے دو یعنی تیونس اور مراکش نے اسرائیل کو تسلیم کر رکھا ہے' بلکہ اسرائیل کے ساتھ قریبی تجارتی و ثقافتی تعاون بھی استوار کر رکھا ہے۔

نیلسن منڈیلا کی ثالثی

دو امریکی تنظیموں ''انسان دوست وکلاء'' اور ''کشمیری امریکی مجلس'' کے زیر اہتمام 24 جولائی کو واشنگٹن میں کشمیر کے مسئلے مسائل پر ایک غیر معمولی بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ کانفرنس کا موضوع: ''الزام تراشی سے ماوراء کشمیر میں امن و انصاف کی بنیادیں'' ہیں۔ کانفرنس کے منتظمین نے پاکستان اور بھارت کی سرکردہ شخصیات کے علاوہ کشمیری قیادت کو بھی مدعو کیا ہے۔ ان میں آزاد کشمیر کے سابق صدر سردار عبدالقیوم خان' کل جماعتی حریت کانفرنس کے قائدین عبدالغنی بھٹ' میر واعظ عمر فاروق اور یاسین ملک کے علاوہ سابق امریکی وزیر خارجہ میڈلین البرائٹ' سابق بھارتی وزیر اعظم وی پی سنگھ' سابق صدر پاکستان سردار فاروق احمد لغاری اور مشیر مشاہد حسین بھی شامل ہیں۔ بھارتی حکومت نے کل جماعتی کانفرنس کے نمائندوں کو کشمیر عالمی کانفرنس میں شرکت کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔

حریت کانفرنس کے نومنتخب صدر مولوی عباس انصاری نے بھارتی حکومت کے اس فیصلے کی مذمت کی ہے۔ نیز انہوں نے بی بی سی سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ایران سے انہیں مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں ثالثی کا کردار ادا کرنے کی امید نہیں' کیونکہ ایرانی حکومت امام خمینی کی پالیسی سے منحرف ہو چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایرانی صدر خاتمی نے گجرات کے مسلم کش فسادات کے بعد بھارت کے یوم جمہوریہ میں بطور مہمان خصوصی شرکت کر کے مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کی ہے۔ مولانا انصاری نے کشمیر میں امریکہ کی مداخلت پر کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اس نے مقبوضہ کشمیر میں جاری تحریک آزادی کو دہشت گردی قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر کے معاملے پر نیلسن منڈیلا سے ثالثی کرائی جائے۔

پاک افغان امریکہ مشترکہ کمیٹی

گزشتہ ہفتے پاک افغان سرحد پر مہمند ایجنسی میں دونوں ملکوں کے فوجی دستوں کی معمولی سرحدی جھڑپیں' کابل میں پاکستانی سفارت خانے پر چند شرپسندوں کا حملہ اور توڑ پھوڑ' قندھار' مزار شریف اور دوسرے شہروں میں افغانوں کے پاکستان کے خلاف مظاہرے' ان سب کا نتیجہ یہ نکلا کہ حسب توقع امریکہ بیچ میں کود گیا۔ چنانچہ 15 جولائی کو پاک افغان سرحدی تنازعہ طے کرنے کے لئے امریکہ' پاکستان اور افغانستان کے حکام پر مشتمل ایک مشترکہ کمیٹی قائم کی گئی ہے جو ایک ہفتے کے اندر اندر زمینی حقائق کا جائزہ لے کر اپنی رپورٹ کمیشن کو پیش کرے گی۔

بلا معاوضہ تیل کی مقدار آدھی

سعودی عرب کی حکومت نے پاکستان کو بلا معاوضہ دیئے جانے والے تیل کی مقدار نصف کر دی ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ چونکہ پاکستان کے پاس اب ساڑھے دس ارب ڈالر کے قریب زرمبادلہ کے ذخائر موجود ہیں اور وہ اپنے تیل کے اخراجات خود برداشت کر سکتا ہے' اس لئے پاکستان کو سالانہ 60 کروڑ ڈالر کی بجائے اب 30 کروڑ ڈالر کا تیل سعودی عرب سے بلا معاوضہ ملے گا۔ واضح رہے کہ پاکستان کو 1998ء میں ایٹمی دھماکوں کے بعد لگنے والی بین الاقوامی پابندیوں کے بعد سے سعودی عرب سے ''التواء پذیر ادائیگی'' پر تیل ملتا رہا ہے۔ پاکستان سالانہ تین ارب ڈالر سعودی عرب' کویت' ایران اور متحدہ عرب امارات سے خام تیل کی درآمد پر خرچ کرتا ہے۔ ملک میں اس وقت تیل کی اپنی پیداوار یومیہ 66 ہزار بیرل ہے' جبکہ تیل کی یومیہ کھپت 3 لاکھ بیرل ہے۔

افغانستان میں عیسائی عبادت گاہیں

افغانستان میں عیسائیوں کے لئے اب سے پہلے کوئی عبادت گاہ موجود نہیں تھی' جس پر عیسائیوں نے مرکزی حکومت سے مختلف شہروں میں گرجا گھر تعمیر کرنے کی درخواست کی تھی۔ مختلف عیسائی تنظیموں نے افغانستان کے شہروں قندھار' ہرات اور مزار شریف میں گرجا گھر تعمیر کر لئے ہیں اور اتوار 13 جولائی کو افغانستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ امریکی و برطانوی فوج کے ساتھ وارد ہونے والے اور مختلف امدادی اداروں میں کام کرنے والے عیسائیوں نے ان گرجا گھروں میں مذہبی رسوم ادا کیں۔

ضرورت رشتہ

بیٹی' عمر 23 سال' ایم اے ایجوکیشن' خوبصورت' نیک سیرت' باپردہ' نماز روزہ کی پابند کے لئے نیک' دینی مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: سردار اعوان' فون: 5869501-03

آپ دنیا کے کسی گوشہ میں یعنی عالمی گاؤں (GLOBAL VILLAGE) کے کسی بھی محلے میں ہوں
ویب سائٹ www.tanzeem.org کے ذریعے
قرآن مجید کا مکمل ترجمہ' ہر سورۃ کا درس اور دیگر اہم موضوعات پر خطابات کے علاوہ
جامع مسجد دارالسلام باغ جناح کا **خطابِ جمعہ**
امیر تنظیم اسلامی جناب **حافظ عاکف سعید** اور
بانی تنظیم اسلامی محترم **ڈاکٹر اسرار احمد** کی آواز میں سنیئے اور سنایئے